مواعظ اختر
نمبر ۶

مایوس نہ ہوں اہلِ زمیں اپنی خطا سے
تقدیر بدل جاتی ہے مضطر کی دُعا سے (اختر)

گنہگاروں کے لئے

مژدۂ جاں فزا

(گنہگاروں کے لئے خوشخبری)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

hazratmeersahib.com

جبینِ عشق رشکِ آسماں ہے

گناہوں کا اگر بارِ گراں ہے
تو بحرِ مغفرت بھی بے کراں ہے

خوشی تیری امانِ دو جہاں ہے
ترے تابع زمین و آسماں ہے

سرِ عاشق اور ان کا آستاں ہے
جبینِ عشق رشکِ آسماں ہے

تری ناراضگی میں موت پنہاں
خوشی تیری حیاتِ جاوداں ہے

جہنم سے اشد خفگی ہے تیری
رضا تیری مجھے رشکِ جناں ہے

گناہوں پر جسارت بھی بُری ہے
مگر مایوسیاں کفرِ عیاں ہے

تری توفیق کا صدقہ ہے یا رب
جو تیری یاد میں مشغول جاں ہے

یہ سب احسان ہے اختر پہ تیرا
جو تیری حمد میں رطب اللساں ہے

گنہگاروں کے لئے مژدۂ جاں فزا

(گنہگاروں کے لئے خوشخبری)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؒ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستوں کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جُملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: گنہگاروں کے لئے مژدۂ جاں فزا (گنہگاروں کے لئے خوشخبری)

نامِ واعظ: محی و محبوبی مرشدی و مولائی سراج الملّت والدین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجدد دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: ۱۸؍رجب المرجب ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۳؍جنوری ۱۹۹۲ء بعد فجر بروز جمعرات

مقام: مسجد حضرت پھولپوری، ضلع اعظم گڈھ (ہندوستان)

موضوع: گنہگاروں کی مایوسی کے اندھیروں میں طلوعِ آفتابِ اُمید اور ولایت کا اعلیٰ ترین مقام حاصل کرنے کا طریق

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا

اشاعتِ اوّل: محرم الحرام ۱۴۳۶ھ مطابق نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوان .... صفحہ نمبر

عرضِ مرتب

۱۸؍رجب المرجب ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۳؍جنوری ۱۹۹۲ء بروز جمعرات حضرت مرشدنا ومولانا عارف باللہ شیخ العرب والعجم شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پھولپور سے واپسی کا دن تھا، اس پورے سفر میں حضرت والا کی جو کیفیت تھی وہ بیان نہیں کی جاسکتی ۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت اِس زمانے میں نہیں ہیں بلکہ چالیس برس پہلے اپنے شیخ کے ساتھ گذارے ہوئے شب و روز میں ہیں اور وہ مناظر گویا سامنے ہیں کہ اس مسجد میں میرے شیخ عبادت کرتے تھے اور راتوں کو تہجد میں اٹھ کر نوافل پڑھ کر روتے تھے اور اس مسجد کے چپہ چپہ میں میرے شیخ کے آنسو جذب ہیں اور ان کے نعرہائے عشق گویا حضرت سن رہے ہیں اور کبھی شیخ کے حجرے کی طرف دیکھ کر آبدیدہ ہوجاتے کہ یہی میرے شیخ کا حجرہ تھا اور یہی خانقاہ تھی اور یہیں میرے شیخ آرام فرماتے اور بڑے درد سے شیخ کی محبت اور شفقت کے واقعات سناتے کہ رات کو ۱۲ سے ڈیڑھ بجے تک میں شیخ کے پاؤں دباتا تھا اور حضرت شیخ اپنی زندگی کے واقعات اور حکیم الامت تھانویؒ کے واقعات سناتے اور فرماتے کہ اختر! میں نے تمہیں بعض ایسی راز کی باتیں بتائی ہیں جو کسی کو نہیں بتائیں ۔ کبھی بے اختیار آہ بھر کر گلوگیر آواز میں فرماتے کہ میرے شیخ حضرت پھولپوریؒ کو بھی مجھ سے ایسی محبت تھی کہ اگر میں کسی کام سے کبھی کہیں چلا جاتا تو حضرت بے قرار ہوکر پوچھتے کہ حکیم اختر کہاں ہیں اور جب میں حاضر ہوتا تو حضرت خوش ہوجاتے۔

آج چونکہ حضرت کی پھولپور سے واپسی تھی، فجر ہی میں مسجد لوگوں سے بھر گئی جو حضرت والا کی زیارت کے لئے آئے تھے ۔ بعد نمازِ فجر حضرت والا برکت کے لئے مسجد کی اُسی محراب میں تشریف فرما ہوئے جہاں حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ درسِ معرفت ومحبت دیا کرتے تھے۔

یہ اس سفر کی آخری مجلس تھی اور اس میں زیرِ نظر عجیب وغریب الہامی وعظ ''گنہگاروں کے لئے مژدۂ جاں فزا'' بیان فرمایا۔ علوم کی اس قدر آمد ہوئی کہ خود حضرت والا مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ مبارک سے وہ جملے ادا ہوئے جو صـ۴۵ پر آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ حضرت پھولپوریؒ کی روحِ مبارک متوجہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ وعظ کثیر الشہوت اور کثیر العشق لوگوں کے لئے یعنی ان لوگوں کے لئے جو گناہوں کے گندے تقاضوں سے پریشان اور مایوس ہیں، ان شاء اللہ ان کی مایوسی کو اُمیدوں کی سرمدی خوشیوں میں تبدیل کرنے والا ہے اور ان کے لئے بشارت ہے کہ یہ تقاضے مضر نہیں بشرطیکہ ان پر عمل نہ کرو اور ان کو دبادو تو یہی تقاضے بیک لحظہ فرش سے عرش پر پہنچادیں گے اور اتنا عظیم الشان قرب نصیب ہوگا کہ جس کا تصور نہیں کرسکتے اور جو لوگ گناہوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے مایوسی کے اندھیروں میں غرق ہیں ان کے لئے بھی یہ وعظ طلوعِ آفتابِ اُمید ہے کہ وہ گناہوں کو ترک کرکے ولایت کا اعلیٰ ترین مقامِ صدیقیت حاصل کرسکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے اس وعظ کو اور جملہ مواعظ وارشادات کو قبول فرمائے، اُمتِ مسلمہ کے لئے نافع فرمائے اور قیامت تک کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ حضرت والا کو جنت الفردوس میں ہر لحظہ درجات عالیہ ساعۃً فساعۃً متصاعداً متبارکاً عطا فرمائے اور احقر اور جملہ معاونین کے لئے مغفرت کا بہانہ بنادے۔

العارض

غلامِ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

احقر سید عشرت جمیل میرؔ عفا اللہ عنہ

خادم خاص وخلیفۂ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

۹ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ مطابق ۳ نومبر ۲۰۱۴ء

گنہگاروں کے لئے مژدۂ جاں فزا

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ۝

(سورۃ الرعد۔ آیت: ۸۲)

حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی والہانہ عبادت کا عاشقانہ تذکرہ

دوستو! آج اس سفر کی یہ آخری مجلس ہے۔ ایک بہت ضروری مضمون بیان کرنا ہے۔ اس آیت پر میں نے اپنے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا تقریر سنی، لہٰذا اس جگہ اور خاص طور پر اپنے شیخ کی اس مسجد میں جہاں پچاس، ساٹھ سال تک میرے شیخ کی آہ وفغاں، ان کی اشک بار آنکھیں اور ان کے آہ و نالے، ان کی تلاوت اور ذکر اللہ کے انوار فضاؤں میں ابھی تک جذب ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ! میرے شیخ کے محراب و منبر کے صدقے میں، اس مسجد کے صدقے میں، اس مسجد کی زمین کے ان ذرّات کے صدقے میں جہاں میرے شیخ کے آنسو جذب ہیں اے اللہ! تو ہم سب کو اپنا بنالے، کسی ایک کو بھی محروم نہ فرما اور جتنا اور جیسا، کماً وکیفاً میرے شیخ نے آپ کو یاد کیا ہے ایسا رُوئے زمین پر اختر نے کسی کو نہیں دیکھا۔ میں نے بہت سے

بزرگوں کی صحبت اُٹھائی، بے شک اللہ کے ہاں ان کا بڑا رتبہ ہے ہم کسی کی تنقیص نہیں کرتے لیکن جس عاشقانہ انداز میں میرے شیخ نے اللہ کو یاد کیا، ابتدا تا انتہا پانچ پانچ گھنٹے، اور ایک دن میں نے دیکھا آٹھ گھنٹے حضرت نے عبادت کی اور فرمایا دیکھو! میں تین بجے رات کا اٹھا ہوا ہوں اور اب گیارہ بج گئے، حکیم اختر! میری کمر بالکل سیدھی ہے، میں نے ستر سال کی عمر میں ٹیک اور سہارا نہیں لگایا۔ اس دن حضرت نے دس پارے تلاوت کیئے اور قصیدہ بردہ اور مناجاتِ مقبول کی ساتوں منزلیں تو روزانہ پڑھتے تھے، بارہ بارہ تسبیحات پڑھنے میں بھی کبھی ناغہ نہیں کرتے تھے۔ تو آٹھ گھنٹے کی عبادت معمولی بات نہیں ہے، اب ہم لوگ ایک منزل پڑھنے میں بھی کوتاہی کرتے ہیں، آج ہمارے دماغوں میں وہ طاقت نہیں ہے۔ حضرت خود فرماتے تھے کہ میں نے ڈنڈ بیٹھک اور ورزش بہت کی ہے، پہلوانی کی ہے اور میں نے اتنا گھی کھایا ہے کہ تم لوگ تو چمچے سے گھی کھاتے ہو اور ہم پورا ہاتھ گھی کے مٹکے میں ڈال کر ڈیڑھ پاؤ گھی نکالتے اور دال پہ ڈال کر کھاتے تھے اور سب ہضم بھی ہوجاتا تھا۔

حضرت نے فرمایا کہ میرا سینہ اتنا بلند تھا کہ اگر ناک سے نوے ڈگری کا خط کھینچا جاتا تو سینے سے متصل ہوکر ختم ہوتا۔ لیکن دُنیاوی پہلوان اپنی پہلوانی کو دنیا پر صرف کرتے ہیں مگر میرے شیخ نے اپنی پہلوانی اور طاقت کو خدا تعالیٰ پر فدا کیا۔

شیخ سے حصولِ فیض کا ایک انوکھا انداز

اگر آج ہم اتنی عبادت کرنا چاہیں تو اس کی طاقت نہیں ہے لیکن حسرت بھرے کانوں سے سنتا تھا، حسرت بھری نگاہوں سے میں شیخ کی عبادت کو دیکھتا تھا اور اپنا دل حضرت کے دل کے ساتھ پیوست کر دیتا تھا، جب حضرت آہ کرتے تھے اور اللہ کہتے تھے تو میں تصور میں اپنے قلب کو حضرت کے

قلب سے ملاتا تھا کہ یا اللہ! یہی آہ مجھ کو بھی عطا فرما، اسی طرح اللہ میرے قلب سے بھی نکلے۔ ضعیف کیا کرسکتا ہے بس قوی کے ساتھ چپک جائے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے ایک چیونٹی کی فریاد پر ایک کبوتر کو حرم سے بھیجا۔ ایک چیونٹی نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ میں بیت اللہ شریف کی زیارت کرنا چاہتی ہوں لیکن میرے پر نہیں، پرِ پرواز مجھ کو حاصل نہیں ہیں، آپ نے مجھ کو پر نہیں عطا فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے چیونٹی کو اِلہام کیا کہ اگر تیرے پاس پرِ پرواز نہیں ہیں تو میں ایک کبوتر کو حرم سے بھیجتا ہوں اس کے پاؤں کے ساتھ چمٹ جانا۔ اللہ تعالیٰ نے حرم سے ایک کبوتر بھیجا، وہ آکر اس دیوار پر بیٹھ گیا جس پر چیونٹی تھی، اللہ نے اسی چیونٹی کو حکم دیا کہ بس تیرا مرشد آ گیا، تیرا شیخ آ گیا، تیرا رہبر آ گیا، وہ رہبرِ حرم ہے، وہ مرشدِ حرم ہے اور شیخِ حرم ہے تیرے لیے، چیونٹی چپکے چپکے چلی، حکم ہوا کہ دیکھ! پاؤں سے چمٹ جانا اور آنکھ بھی بند کر لینا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ نیچے دیکھنے سے مارے دہشت کے گر جائے، بس چیونٹی حرم شریف پہنچ گئی۔ حضرت حکیم الامت مجدّدِ زمانہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بالکل یہی شیخ اور مرید کا تعلق ہے، جو اللہ والے شیخ ہیں اگر ہم ان سے صحیح طریقے سے چپک جائیں تو بے پر کے ہی ہم پرواز کر جائیں۔

یہ وہ چمن ہے جہاں طائرانِ بے پروبال
بسوئے عرش بیک دم اُڑائے جاتے ہیں

اور پھر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کو کچھ دن کے بعد پرِ پرواز بھی عطا فرما دیں گے۔ لہٰذا جن کے قلب وجان ہر وقت اللہ تعالیٰ پر فدا ہو رہے ہیں، جن کی اَرواح عرشِ اعظم کا طواف کر رہی ہیں، ایسی پرواز کرنے والی روحوں کے ساتھ اور ایسے اجسام کے ساتھ چپک جاؤ، کیونکہ روح کے ساتھ تو چپکنا

مشکل ہے، لہٰذا اللہ والوں کی صحبت میں رہ پڑو اور ان کی جوتیوں میں پڑ جاؤ، تو ایک دن تم کو بھی پرِ پرواز عطا ہو جائیں گے۔

پرندے کے بچوں کی مثال سے اولیاء اللہ کی پہچان

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن کو مستقبل میں اللہ ولی بنانے والا ہے تو اس کا ماضی اور حال بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

ہم چو فرخے میل او سوئے سما

فرخ کے معنیٰ پرندے کا نوزائیدہ بچہ، پرندوں کے نوزائیدہ بچے جو اُڑنے والے ہیں جیسے کبوتر کے بچے جن کو ابھی پرِ پرواز حاصل نہیں، بے پر کے ہیں، وہ ؎

ہم چو فرخے میل او سوئے سما

جو پرندے آئندہ اڑنے والے ہیں، ان کو پر عطا ہونے والے ہیں گو ابھی پر عطا نہیں ہوئے، جیسے کبوتر کا نوزائیدہ بچہ جو آج ہی پیدا ہوا ہے، وہ بہت دن تک اُڑ نہیں سکتا، اس کے پر ہی نہیں ہیں، وہ ایسا ہوتا ہے کَالْفَرْخِ الْمَنْتُوْفِ جیسے اس کے سارے پر اُکھڑ گئے ہوں لیکن اس کی آنکھیں آسمان کی طرف ہوتی ہیں، جو پرندے مستقبل میں اُڑنے والے ہیں وہ زمین کی طرف نہیں دیکھتے، وہ کیا کرتے ہیں ؎

منتظر بنہادہ دیدہ در ہوا

اپنی آنکھوں کو فضاؤں میں کیے ہوئے اُڑنے کے لیے منتظر ہیں کہ کب پَر عطا ہوں اور اُڑ جائیں، کیونکہ مستقبل میں ان کو اُڑنا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو اپنا ولی بنانا چاہتا ہے تو وہ اپنے قلب و جان میں اللہ تعالیٰ کی یاد محسوس کرتا ہے اور اس کو آسمان کی طرف اُڑنے کی کشش اور میلان ہوتا ہے۔ آسمان کی طرف دیکھ کر وہ یہ کہتا ہے ؎

اپنے ملنے کا پتہ کوئی نشاں
تُو بتا دے مجھ کو اے رب جہاں

وہ آسمان کو دیکھ کر خالقِ آسمان کی معرفت حاصل کرتا ہے، وہ پہاڑوں، سمندروں اور ستاروں کو دیکھ کر، تمام عالَم کے ایک ایک ذرّے کو دیکھ کر وہ خالقِ ذرّاتِ کائنات کو یاد کرتا ہے، پھر ہر ذرۂ کائنات اس کی ہدایت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

ہمہ تن ہستیِ خوابیدہ مری جاگ اُٹھی
ہر بنِ مو سے مرے اس نے پکارا مجھ کو

جب کوئی کسی انسان کو پکارتا ہے تو وہ صرف اپنے دونوں کانوں سے سنتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جس کو اپنا بنانا چاہتا ہے تو اس ولی اللہ کے جتنے بال ہیں ہر ہر بال کان بن جاتا ہے، وہ اپنے ہر ہر بال میں کشش محسوس کرتا ہے کہ اللہ مجھے اپنا بنانا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ کے جذب کے آثار وہ اپنے قلب اور قالب میں ہر بنِ مو سے محسوس کرتا ہے۔

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اسے محسوس ہوتا ہے کہ میرا اللہ مجھے اپنی یاد کی طرف مشغول فرما رہا ہے۔

جانور کے بچوں کی مثال سے غیر ولی کی پہچان

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ جن کی قسمت میں اُڑنا نہیں ہے وہ جانور کہلاتے ہیں، پرندے نہیں ہیں، ان کا نام حیوانات ہے۔ گائے، بیل، بکری ہمیشہ زمین کی طرف دیکھے گی، کیونکہ ان کو زمین پر رہنا ہے۔ تو جن کی قسمت میں اللہ کا قرب نہیں ہے وہ ظالم مردہ پرست ہوتے ہیں، جس کرگس کو

صفتِ کرگسیت سے صفتِ شہبازیت میں تبدیل نہیں ہونا ہے وہ کبھی مُردوں سے نہیں ہٹے گا، وہ یہی تلاش کرے گا کہ کوئی بھینس مری پڑی ہو، کوئی بیل مرا ہوا مل جائے، اسی طرح جو مردہ پرست ہوتا ہے وہ مردہ ہونے والی حسین لاشوں کی تلاش میں رہتا ہے۔ بس اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے، ایسے قلب وجاں کو اِس لعنت سے خدا آزاد فرمائے جو اپنے قلب وجاں کو حسینوں پر، مُردوں پر فدا کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں یہ علامت ہے کہ یہ شخص باخدا نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہتا ہوں کہ ہم اپنے قلب وجاں پر رحم کریں اور مُردوں کے کھانے سے نجات حاصل کریں کیونکہ مردے نہ دنیا میں کام آئیں گے نہ قبر میں اور نہ آخرت میں، دنیا میں بھی ہمیشہ پریشان رکھتے ہیں۔

عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے

حکیم الامت مجدّد دِ زمانہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے غیر اللہ سے دل لگایا وہ عذاب الٰہی میں مبتلا ہیں، عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے۔ اگر ہم لوگ حکیم الامت کے اِن الفاظ کو سونے کے پانی سے بھی لکھیں تو حق ادا نہیں ہوسکتا کہ عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے۔ اور میں چشم دید دیکھتا رہتا ہوں کہ ایسے لوگوں کی کیا حالت ہے۔ اور جن پر اللہ کا فضل ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے قلب وجاں کو اس سے نجات بخشی اور اپنے قرب کی نعمت سے نوازا، ان کو ایسا محسوس ہوا کہ وہ دوزخ سے جنت میں داخل ہوگئے، جو جنت اور دوزخ میں نسبت ہے وہی عشقِ حقیقی اور عشقِ مجازی میں ہے، عشقِ مجازی دوزخ ہے اور عشقِ حقیقی جنت ہے۔ جس کو اللہ کی محبت مل گئی وہ اسی رُوئے زمین پر بس کیا عرض کروں کیا لطف اور کیا سکون پاتا ہے!

قوِیُّ الشّہوت بشرطِ تقویٰ قوِی النُّور ہوتا ہے

لیکن خواہشات نفسانیہ مذموم نہیں ہیں، جو کثیر الشہوات ہیں، جن میں حسن پرستی کا بچپن ہی سے مادّہ ہے تو یہ مضر نہیں ہے، یہ قوتِ باہ کی فراوانی برائے تعمیرِ آہِ یزدانی ہے۔ کیا مطلب؟ مطلب یہ ہے کہ اگر ان خواہشات کو ضبط کرلو تو قوتِ باہ کے ضبط سے باہٹ جاتا ہے اور آہ رہ جاتی ہے یعنی قوتِ باہ سے آہ کا مٹیریل، آہ کی اسٹیم تیار ہوتی ہے بشرطیکہ ہم اس پر عمل نہ کریں، بدنظری کا شدید تقاضا ہوا کہ دیکھ لو، نفس کی طرف سے کش ہوا اور آپ نے اللہ کے خوف سے مکش کیا اور نہیں دیکھا، آپ کامیاب ہوگئے، باہ جاتی رہی اور آہ رہ گئی اور میرا یہ شعر پڑھیں ؎

نہ دیکھیں گے نہ دیکھیں گے انہیں ہرگز نہ دیکھیں گے
کہ جن کو دیکھنے سے رب مرا ناراض ہوتا ہے

اور اگر شیطان کان میں کہے ارے بہت مجا آئے گا۔ نالائق! جیم بولتا ہے ''ز'' کی جگہ۔ بہت مزہ آئے گا تو دوستو! جواب دے دو۔ میرا دوسرا شعر ہے ؎

ہم ایسی لذتوں کو قابلِ لعنت سمجھتے ہیں
کہ جن سے رب مرا اے دوستو! ناراض ہوتا ہے

جذبۂ اولیاءِ صدیقین

اپنے پالنے والے خالق و مالک اور آنکھوں کو روشنی عطا کرنے والے کی مرضی کے خلاف آنکھوں کو استعمال کرنا کیا خیانت نہیں ہے؟ کیا بے غیرتی نہیں ہے؟ کیا بے حیائی نہیں ہے؟ کیا خباثتِ طبع نہیں ہے؟ اس لیے طبعِ خفّاشیت کو طبعِ شہبازیت سے تبدیل کیجئے اور طبعِ کرگسیت کو طبعِ بازشاہیت سے تبدیل کیجئے۔ اسی کا نام سلوک ہے، اسی کا نام مجاہدہ ہے۔ ساری زندگی اسی کشمکش

میں پڑے رہو، حسین آپ کوکش کریں آپ خوفِ خدا سے تقویٰ کے تحفظ کے لیے مکش کریں کہ ہم جان دے دیں گے مگر اپنے مالک کو ناراض نہیں کریں گے۔ گناہ چھوڑنے سے زیادہ سے زیادہ موت واقع ہوسکتی ہے تو کیا ہم اللہ پر مرنے کے لیے تیار نہیں ہیں؟ جس شخص کے قلب میں جہاد کا کوئی ذرّہ نہ ہو منافق ہوکر مرے گا۔ سمجھ لیجئے! حرام تقاضوں، حرام خواہشات کو دبانا یہ نفس کے خلاف جہاد ہے۔ لہٰذا ہم سب کو یہ جذبہ رکھنا چاہیے کہ اپنے اللہ کو راضی رکھیں گے اور ایک سانس بھی ہم ان کی ناراضگی میں نہیں گذاریں گے تو یہ سانس صدیقین کی ہے، یہ انفاس اولیاءِ صدیقین کے ہیں، مبارک ہے وہ سانس جو اللہ پر فدا ہو رہی ہے، مبارک ہیں وہ آنکھیں جو خدا کے لیے رو رہی ہیں اور مبارک ہیں وہ دل جو خدا پر ہر وقت فدا ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے دو قسم کے لوگوں کو اس کائنات میں مبارک باد پیش کی ہے ؎

اے ہمایوں دل کہ آں بریانِ اوست
اے خوشا چشمے کہ آں گریانِ اوست

مبارک ہے وہ دل جو اللہ کی یاد میں جل رہا ہے اور مبارک ہیں وہ آنکھیں جو اللہ کی محبت اور خوف سے رو رہی ہیں۔

نسبت مع اللہ کی قیمت

(اس مقام پر حضرت والا نے اچانک فرمایا) بھئی! ہمارا دوست مظہر کدھر بیٹھا ہوا ہے؟ دیکھو! یہ ہمارا ساتھی ہے، ہمارے ساتھ سولہ سال کا تھا، میں سترہ سال کا تھا۔ جلالین شریف، مشکوٰۃ شریف اور شرح جامی کتابیں میرے ساتھ پڑھی ہیں، میرا ساتھی جس نے میرا عالمِ شباب دیکھا ہے اور حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ دیکھا ہے، یہ رات کو میرے ہاتھ پر داخلِ سلسلہ ہوئے، اس کو کہتے ہیں اخلاص ؎

از سلیماں گیر اخلاصِ عمل

علامہ سید سلمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کتنے بڑے علامہ تھے، جب حکیم الامت سے بیعت ہوئے تب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

از سلیماں گیر اخلاصِ عمل

جاہ اور نسبت کے ہوتے ہوئے اگر انسان اپنے نفس کو مٹادے تو خدا پاجائے اور واللہ! اس نسبت سے زیادہ عزت پائے گا جس نسبت پر انسان پندار و ناز کرتا ہے کہ میں فلاں کا فلاں ہوں، اگر وہ صاحبِ نسبت ہوجائے تو پہلے فلاں کا فلاں تھا اب وہ خدا کا ہے ورنہ پہلے تھا کہ میں بہت بڑے ولی اللہ کا بیٹا ہوں، اب اللہ کا مقرب اور ولی اللہ ہے۔ فرق ہوا کہ نہیں؟ اگر نسبت ہی پر ناز کرنا ہے تو خدائے تعالیٰ کی نسبت حاصل کرو۔ بتاؤ! نسبت جدِّ اَمجد زیادہ اہم ہے یا نسبت خداوندی کی زیادہ قیمت ہے؟ لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے نسبت بھی دی ہے، اہل اللہ کی اولاد ہیں ان کے لیے یہ راستہ آسان کردیا جاتا ہے جیسے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فوجی کا بیٹا اگر جا کر حکومت میں درخواست کرتا ہے کہ میرے باپ نے آپ کی خدمت کی ہے، فوج میں تھے اور میں چاہتا ہوں کہ مجھے والد کی رعایت سے جگہ مل جائے تو اُسی ڈگری کے اور لوگوں کو حکومت وہ جگہ نہیں دے گی اس کو دے دے گی۔ تو اللہ تعالیٰ کی نسبت حاصل کرو، دردِ معتبر حاصل کرو۔ دردِ معتبر پر آپ نے میرے یہ اشعار پڑھے ہوں گے ؎

ہمارے درد کو یارب تو دردِ معتبر کر دے
ہمارے سر کو ہر لمحہ تو وقفِ سنگِ در کر دے
ہماری خشک آنکھوں کو خدایا چشمِ تر کر دے
ہماری بے اثر آہوں کو آہِ بااثر کر دے

شیخِ کامل کا مقام

تو میں عرض کررہا تھا کہ انسان کے اندر جو خواہشات پیدا ہوتی ہیں یہ مضر نہیں ہیں جب بریانی پکاتے ہو تو آگ میں اوپلا ڈالتے ہو یا نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کی بریانی پکانے کے لیے ہمیں خواہشات کی آگ دی ہے۔ اس آگ میں گناہوں کے برے تقاضوں کو جلانے سے اللہ کی محبت کی بریانی پکتی ہے یعنی نورِ تقویٰ روشن ہوتا ہے۔

(احقر ٹیپ ٹھیک کرنے لگا تو فرمایا میر صاحب! آپ ادھر کیوں دیکھتے ہیں؟ آپ کو ٹیپ ریکارڈ سے زیادہ عشق ہے یا مجھ سے؟ احقر نے عرض کیا حضرت یہ بند ہوجاتا ہے، اس میں کچھ خرابی ہے۔ حضرت والا نے فرمایا تو پھر پیچھے بیٹھو، سامنے مت بیٹھو، جب آپ مجھ کو چھوڑ کر اس کو دیکھتے ہیں تو مجھ کو بہت غصہ آتا ہے، ٹیپ کو چھوڑو، دل میں ٹیپ کرو)۔

حضرت مجدّدِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات امام ربانی میں لکھا ہے کہ شاہ جہاں کے سامنے اس کا وزیر آیا تو اس نے شاہ کے سامنے اپنا بٹن درست کیا اور شاہ سے نظر ہٹالی۔ ظاہر بات ہے کہ جب بٹن ٹھیک کرے گا تو شاہ سے نگاہ ہٹ جائے گی۔ اس پر شاہ نے کہا اگر آئندہ آپ نے ایسی حرکت کی اور میری نظر سے اپنی نظر کو ہٹا کر بٹن درست کیا تو وزارت سے معزول کردوں گا۔ مجدّدِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ شیخ کا یہی مقام ہے شیخ کی نظر سے اپنی نظر کو ملا کر رکھو۔

خشوع کی تعریف

اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں بھی ایسے ہی ہو۔ جب اللہ اکبر کہہ دیا اب کان مت ملو، اب ٹوپی مت ٹھیک کرو، ڈاڑھی مت کھجلاؤ، خَائِفُوْنَ سَاکِنُوْنَ

رہو یہ خَاشِعُوۡنَ کی تفسیر ہے اور تفسیر بھی صحابی کی ہے۔ رئیس المفسرین حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفسیر ہے یعنی جو لوگ فلاح پائیں گے وہ کون لوگ ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خَاشِعُوۡنَ ۙ﴿۲﴾﴾

(سورۃ المؤمنون آیت: ۱، ۲)

کامیاب ہوگئے وہ ایمان والے جنہوں نے نماز میں خشوع کیا۔ خشوع کے کیا معنیٰ ہیں؟ ایک معنیٰ تو میں شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بتاؤں گا جو اردو میں مغز ہے تفسیر کا اور عربی میں بھی کہوں گا۔ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ نماز میں خشوع پر کامیابی کا وعدہ ہے، تو خشوع کیسے حاصل ہوگا؟ فرمایا جب نیت باندھو تو سمجھ لو کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے، عظیم الشان مالک کے سامنے کھڑا ہوں تو عظمت سے دبے کھڑے رہو اور جب رکوع میں جاؤ تو اللہ کی عظمت سے دبے جھکے رہو اور جب سجدہ کرو تو اللہ کی عظمت سے دبے پڑے رہو، بتائیے کیسی لغت ہے، سبحان اللہ!

تو نہ دیدی گہے سلیماں را
چہ شناسی زبانِ مرغاں را

تم نے سلیمان علیہ السلام کو کبھی نہیں دیکھا تم کیا سمجھو کہ مرغوں کی کیا آوازیں ہیں؟ اولیاء اللہ کی آوازیں تم کیا جانو؟ تم کیا جانو گے تم نے تو اُن اہل اللہ کو دیکھا ہی نہیں۔

دعائے نبوت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکات

اب تفسیر روح المعانی سنو۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس صحابی ہیں، رئیس المفسرین ہیں اور یہ مفسر کیسے ہوئے؟ میرے شیخ نے جو روایت کی ہے وہ میں

عرض کرتا ہوں۔ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مجھے استنجاء کرنا ہے، تو دیکھا کہ ایک لوٹا پانی کا رکھا ہوا ہے اس کے بعد جب استنجاء سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے وضو کرنا ہے تو آپ نے دیکھا کہ وضو کے لئے ایک لوٹا پانی موجود ہے۔ آپ علیہ السلام نے صحابہؓ سے پوچھا یہ کون پانی رکھ دیتا ہے استنجاء کے لئے پھر وضو کے لئے؟ صحابہؓ نے بتایا کہ آپ کے چچا کے بیٹے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رکھا ہے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ مبارک دعا کے لیے اٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس بچے کو مفسرِ عظیم بنا دے، علمِ تفسیر قرآن عطا فرما دے، لہٰذا امت میں ایسا رئیس المفسرین کوئی نہیں ہے۔ کم عمر تھے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں یہ اٹھارہ سال کے تھے لیکن مجلسِ شوریٰ کے ممبر تھے، جہاں بڑی بڑی عمر کے اَسّی سال کے صحابہؓ، بڑے بڑے محدثین اور مفسرین، بزرگ صحابہؓ تھے وہاں مجلسِ شوریٰ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس اٹھارہ سال کے نوجوان بچے کو بھی رکھا تھا۔ میاں! بزرگی اور عقل کا تعلق عمر سے نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے۔ محدثین نے ان کی بڑی تعریف کی ہے اللہ نے ان کو وہ مقام عطا فرمایا تھا۔

خَاشِعُوْنَ کی تفسیر

وہ خَاشِعُوْنَ کی تفسیر کرتے ہیں کہ نماز میں خشوع کیسے حاصل ہوگا؟ خَاشِعُوْنَ کی دو لفظوں میں تفسیر کی، ان حضرات کے علوم کی بلاغت دیکھیں، میں تو یہی کہتا ہوں صحابہ بغیر پڑھے لکھے، اونٹ کے چرانے والے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت سے وہ بلاغت کے اس مقام پر پہنچے کہ جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اب دیکھیں دو لفظوں میں کیسا کمال جامعیت ہے! دو لفظ ہیں: نمبر (۱) خَائِفُوْنَ۔ نمبر (۲) سَاکِنُوْنَ۔ خَاشِعُوْنَ کے کیا معنی ہوئے؟ خَائِفُوْنَ قَلْبًا یعنی دل میں اللہ کا خوف ہو کہ کس کے سامنے کھڑے ہیں، بہت بڑے مالک کے سامنے کھڑے

ہیں اور سَاکِنُوْنَ قَالِبًا تمہارا جسم بھی ساکن ہو، یہ دو صفات تمہیں عطا ہو جائیں کہ دل میں خوفِ خدا ہو اور جسم ساکن ہو۔ اب کان مت ملو، ڈاڑھی مت کھجلاؤ، اگر کھجلانا ہو تو نماز شروع کرنے سے پہلے کھجلا لو، تکبیرِ تحریمہ کے بعد امام کو اور کسی مقتدی کو جائز نہیں کہ وہ ڈاڑھی کھجلائے یا کان ملے یا ٹوپی ٹھیک کرے، یعنی دل میں خوف ہو اور جسم میں سکون ہو۔ اور سکون کی تعریف امام راغب اصفہانیؒ نے مفردات القرآن میں فرمائی ہے، فرماتے ہیں کہ شرعی سکون کیا چیز ہے؟ ان حضرات کے پاس قرآن پاک سمجھانے کے لیے قواعد و الفاظ و معانی ہوتے ہیں، فرماتے ہیں کہ سکون نام ہے ثُبُوْتُ الشَّیْءِ بَعْدَ تَحَرُّکِہٖ کہ جو شے متحرک ہو وہ اچانک ٹھہر جائے۔ متحرک ہونا جسم انسانی کی فطرت ہے، لہٰذا جب اللہ کے سامنے کھڑے ہو جاؤ تو تمہارا متحرک جسم ساکت ہو جائے اور یہ بات کوئی مشکل نہیں ہے، شاعر کہتا ہے ؎

ترے جلوؤں کے آگے ہمتِ شرح و بیاں رکھ دی

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔

دل کے خشوع کی تعریف دردانگیز زبان میں

اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ نسبت بزرگ، اللہ کی یاد میں تہجد میں رونے والا، اپنی آہوں اور اپنے دردِ دل کو شعروں میں ڈھالنے والا، وہ فرماتے ہیں کہ ؎

ترے جلوؤں کے آگے ہمتِ شرح و بیاں رکھ دی

زبانِ بے نگہ رکھ دی نگاہِ بے زباں رکھ دی

کثیر الشہوت، کثیر العشق کے لئے روح پرور بشارت

میں یہ کہہ رہا تھا کہ جو لوگ کثیر الشہوات، کثیر العشق والمحبۃ ہیں، کثیر الجذبات ہیں وہ اگر اپنی خواہشات کو دبا دیں تو جیسے سڑی ہوئی کھاد گلاب

کے پودے کے نیچے دبا دی جائے تو گلاب کے پھول پیدا ہوں گے اور ایسی خوشبو عطا ہو گی کہ ؎

جمال اس کا چھپائے گی کیا بہارِ چمن
گلوں سے چھپ نہ سکی جس کی بوئے پیراہن

اللہ کی خوشبو کو پھول نہیں چھپا سکتے لیکن مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اے کثیر الشہوات! بری خواہشات سے مایوس مت ہو، دیکھو، جنگل میں بیل اور بھینس وغیرہ جو گوبر کرتے ہیں، تو اس کے بعد اللہ کا یہ آفتاب اس گوبر پر شعاعیں ڈالتا ہے اور اس نجاست کے دو حصے کر دیتا ہے ایک حصہ رقیق یعنی پتلا جس کو زمین جذب کر لیتی ہے آفتاب پہلے زمین کا معدہ گرم کرتا ہے اس گرمی سے شانِ جذب پیدا ہو جاتی ہے تو زمین اس نجاست کی رطوبت یعنی سیّال حصے (Liquid) حصے کو جذب کر لیتی ہے اب کچھ غلیظ حصہ سورج کی شعاعوں سے خشک ہو جاتا ہے تو اس حسّی آفتاب نے نجاست کے دو حصے کر دیئے نمبر ۱: رقیق جس کو معدۂ زمین نے جذب کیا۔ اور نمبر ۲: کثیف حصہ جو اوپر تھا اس کو اوپلا بنا دیا۔ تو رقیق حصے سے سوسن، ریحان، گلاب، چنبیلی جیسے خوشبودار پھول پیدا ہوئے۔ کثیف حصہ جو خشک ہو گیا اور اوپلا بن گیا اس کو نان بائی اٹھا کر لے گیا اور تندور میں ڈال کر اس کو سرخ رو کر دیا، آگ میں جب جلا تو سرخ ہو گیا، روشن ہو گیا اور نور بن گیا۔ تو مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جب یہ آفتاب نجاستوں کے رقیق حصے کو گلاب، چنبیلی بنا سکتا ہے اور کثیف حصے کو نور اور سرخ رو کر سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا آفتابِ کرم، اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سورج، اس کے کرم کا آفتاب اگر ہمارے دلوں پر اثر انداز ہو جائے تو ہمارے قلب کی جتنی حرام خواہشات اور گناہ کے برے تقاضوں کی کھاد ہے ان کو دبا دو تو یہی اللہ کی محبت کے، معیت کے، نسبت اور ولایت کے پھول ہیں، انہی میں سے خوشبو آنے لگتی ہے لہٰذا مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ ؎

چوں خبیثاں را چنیں خلعت دہی

اے خدا جب آپ جانوروں کے گوبر اور خبیث نجاست کو زمین پر گلاب کا پھول اور تندور میں اس کو نور بنا سکتے ہیں تو۔

من چہ گویم طیبیں را چہ دہی

میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ پاک بندوں کو کیا کچھ دیں گے۔ جب آپ ناپاکوں کو یہ دیتے ہیں یعنی گوبر ناپاک چیز ہے جب آپ نے اس سے گلاب کا پھول بنا دیا اور تندور میں اس کو روشن کر دیا۔

چوں خبیثاں را چنیں خلعت دہی

جب خبیثوں کو آپ ایسا خلعت عزت عطا فرماتے ہیں۔

من چہ گویم طَیبیں راچہ دہی

تو میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ اپنے پاک بندوں کو جنہوں نے مجاہدہ کر کے آپ کو راضی کر لیا ان کو آپ کیا عطا فرمائیں گے۔ بتائیے اس مثال سے مایوسی دور ہوتی ہے کہ نہیں؟ اس لیے قوتِ باہ کو ضبط کر لیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی قوتِ باہ کے ضبط سے آہ پیدا ہوتی ہے، جب آپ اس کو ضبط کر لیتے ہیں، آپ نے اس کو برداشت کر لیا حسین شکلوں کو دیکھنے کے لیے دل بہت چاہتا ہے، مگر آپ نے اس کو دبایا تو باہ کو دبانے سے آہ پیدا ہوتی ہے اور وہ آہ اللہ تک لے جاتی ہے کیونکہ آہ میں اور اللہ میں فاصلہ نہیں ہے، آہ اور اللہ، کیوں صاحب! سمجھ میں آ گیا معاملہ۔ ارے آہ تو خود اللہ کے نام کے ساتھ لپٹی ہوئی ہے، چپٹی ہوئی ہے، جیسے چھوٹا بچہ چپٹا رہتا ہے چھوٹا بچہ گود میں سے اترنے کا نام نہیں لیتا۔ یہ آہ ایسی ظالم ہے کہ اللہ میاں سے الگ ہونے کا نام نہیں لیتی، آغوش محبت میں رہتی ہے، اسمِ ذات کے ساتھ لگی ہوئی ہے، اللہ اور آہ۔ مگر شرط یہ ہے کہ اپنی قوتِ باہ کو دبا دے، حرام خواہشات کا خون کرے۔

مجاہدہ کی راہ سے لطفِ منزل بڑھ جاتا ہے

اب اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ نے اپنا راستہ اتنا مشکل کیوں کردیا؟ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو دس سال تک اشکال رہا کہ اللہ ارحم الراحمین ہے تو اپنے راستے کو آسان کیوں نہیں کردیا؟ لیکن فرمایا کہ میں نے اس کو کسی پر ظاہر نہیں کیا، کیونکہ میں خود اس اشکال سے مشکل میں ہوں، تو دوسری مخلوق کو کیوں مشکل میں مبتلا کروں؟ فرمایا دس سال کے بعد میرا یہ اشکال مثنوی مولانا روم سے حل ہوا۔ ایک دن مثنوی دیکھ رہا تھا اچانک یہ شعر مل گیا۔

لیک شیرینی و لذاتِ مقر

ہست براندازۂ رنجِ سفر

مقر معنیٰ رہنے کی جگہ، جائے قرار۔ سفر میں جو جتنی تکلیف اٹھا کے جاتا ہے پھر اسے وطن میں اتنا ہی لطف آتا ہے۔ تو اللہ نے اپنی منزلِ قرب کو تھوڑا سا مشکل کردیا، تاکہ جب تم اللہ کو پا جاؤ تو تمہیں اتنا مزہ آئے کہ جس کا لطف تم الفاظ میں بیان نہ کرسکو کیونکہ مصیبت کے بعد خدا ملا ہے، نفس سے بڑا مقابلہ ہوا ہے، بڑے جھگڑے کرنے پڑے، کلیجے منہ کو آئے، کیا صحابہؓ کی سنت آپ ادا نہیں کرسکتے؟ صحابہؓ کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں:

﴿وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ .... وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾﴾

(سورۃ الاحزاب آیت:۱۱)

میرے اصحابِ رسول سے بڑھ کر کون پیارا ہوسکتا ہے اگر اللہ کو آسانی سے پار کرانا ہوتا تو صحابہؓ سے اتنا مجاہدہ نہ کرواتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے اتنا مجاہدہ لیا ہے کہ ان کے کلیجے منہ کو آگئے۔

﴿وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ .... وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾﴾

(سورۃ الاحزاب آیت:۱۱)

اوران پرزبردست زلزلہ طاری کیا گیا،اورمجاہدات سے ان کے کلیجے منہ کو آگئے۔آج اس زمانے کا جو جہاد ہے وہ نظر کی حفاظت ہے کہ ہم بے پردہ عورتوں سے اپنی نظر کو بچالیں، بھابھی سے شرعی پردہ کرلیں، چچازاد، خالہ زاد، ماموں زاد بہنوں سے پردہ کرلیں یاجوسڑک پرچلتی پھرتی حسین شکلیں ہیں یا حسین امرد ہیں ان سے نظر بچالیں تو زیادہ سے زیادہ ہمارا کلیجہ منہ تک آجائے گا، کیونکہ اہلِ نظر سے پوچھو کہ نظر بچانے میں کتنا مجاہدہ ہوتا ہےاورجس میں عشق کا مادّہ نہیں ہوتا وہ جنرل مرچنٹ دھنیہ ہلدی مرچ بیچتا رہے گا۔وہ کہتا ہے پیسے نکالو جلدی سے،پیسوں میں بڑا مزہ ہے، دیکھو میرا مال لینے کے لئے باہر اور لوگ کھڑے ہیں، جلدی ہٹو یہاں سے،وہ حسینوں کو بھگا دیتا ہے،اپنی دمڑی کے لیے اس کو چمڑی سے کوئی محبت نہیں، گورا ہو یا کالا ہو،اسے تو مال ملنا چاہیے،لیکن جن کا مزاج اللہ نے محبت کا پیدا کیا ہے،ان کو شدید مجاہدہ ہوتا ہے خاص کر شاعروں کو کیونکہ اگر شاعر صاحبِ محبت نہ ہوتو شعر کہہ ہی نہیں سکتا۔اب بتایئے دردِ محبت کے بغیر کوئی شاعر کہہ سکتا ہے کہ؂

چھپاتی رہیں رازِ غم چپکے چپکے
مری آہیں نغموں کے سانچے میں ڈھل کے
موجِ غم دے رہی ہے سہارا مجھے
مل ہی جائے گا کوئی کنارا مجھے

اللہ کے راستے کا کچھ تو غم اٹھالو، اگر گناہ سے بچنے میں کلیجہ منہ کو آتا ہے یا زلزلہ پیدا ہوتا ہے تو کیا صحابہؓ کی سنت سے فرار اختیار کرتے ہو؟ کیا چاہتے ہو کہ خدا حلوہ کھا کر مل جائے۔

احقر جامع کو مخاطب کر کے فرمایا میر صاحب! پھر تم نے سر جھکا لیا۔ بھئی تم ٹیپ بعد میں کیا کرو۔جمع کا ڈوبو بنا ہوا ہے۔اُلّو جو ہے وہ جمع کا ڈوبو ہوتا ہے۔ایک بنئے نے لالچ میں آکر ایک اُلّو بیس ہزار کا خریدا تھا،اس کو کوئی

خریدنے نہیں آرہا تھا اور اُلّو کی عادت ہے کہ رات کو جاگتا ہے دن میں سوتا ہے۔تو جب اُلّو نے آنکھیں بند کرلیں تو بنیا بہت گھبرایا کہ ابھی بکا بھی نہیں اور مر بھی رہا ہے، اس نے اُلّو سے کہا کہ جمع کے ڈوبو آنکھیں تو کھول ،تو مر رہا ہے کیا؟ وہ بے وقوف تھا،اُلّو کی خصلت سے بے خبر تھا،وہ سمجھا کہ مر رہا ہے حالانکہ سکرات طاری نہیں تھا، دن میں آنکھ بند کرنے کی اس کی خصلت ہوتی ہے۔ بڑا افسوس ہوتا ہے،سارا مجمع اس وقت مجھ کو دیکھ رہا ہے اور یہ سر جھکائے ہوئے ہے، معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی نا آشنائے محبت ہے، حالانکہ محبت خوب جانتا ہے، اب اگر تم نے سر جھکایا تو میں ایسا کس کے تھپڑ لگاؤں گا، میرا جھانپڑ اتنا قوی ہوگا کہ پھر تمہارا سب پاپڑ نکل جائے گا اور تحصیل ہاپڑ یاد آجائے گی، آنکھ کھول کر سنو۔

سنو یہ بات میری گوشِ دل سے جو میں کہتا ہوں

میں ان پر مر مٹا تب گلشنِ دل میں بہار آئی

جو میں کہتا ہوں دل کے کان سے سنو۔ دیکھو! یہ خواہشات جو حلال ہیں جیسے بیوی حلال ہے کہ نہیں؟ مگر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذاکرین سالکین کو چاہیے کہ شدید ضرورت کے بغیر، محض لذت کے لیے اپنی بیوی سے صحبت نہ کریں اور شدید ضرورت کب ہوتی ہے؟ کہ بلا کسی خیال کے زبردست تقاضے ہر وقت اس کو پریشان کریں اور فرمایا کہ اگر تم نے اس میں اعتدال نہیں رکھا تو تمہیں ذکر کی مٹھاس نہیں ملے گی کیونکہ جب انجن ٹھنڈا ہوجائے گا اور اس میں اسٹیم نہیں رہے گی تو پھر درد سے کیسے اللہ کہو گے؟ کیونکہ جب اسٹیم ہی نہ رہے گی تو آہ کہاں پیدا ہوگی لہٰذا فرمایا کہ اسی قوتِ باہ کو حلال موقع پر بھی اعتدال سے رکھو۔ حضرت فرماتے ہیں جتنے سالکین کثیر الجماع تھے ان کو حلاوتِ ذکر میں ترقی نہیں ہوئی کیونکہ اس باہ کو ضبط کرنے سے آہ پیدا ہوتی ہے، اسٹیم بنتی ہے، پھر جب اللہ کہتا ہے تو دردِ محبت سے کہتا ہے۔

اللہ کی یاد کے سوا دنیا میں کہیں چین وسکون نہیں

آج کے مضمون کا حاصل یہ ہے کہ تمام گناہوں کا، تمام نافرمانیوں کا، اللہ کے غضب وقہر کے جملہ اعمال کا مقصود کیا ہے؟ تلاش لذت اور تقاضائے نفس کو پورا کر کے سکون حاصل کرنا۔ ہر گناہ کے یہی دو مقاصد ہیں۔ نمبر ا: تلاشِ لذت۔ نمبر ۲: سکون مل جائے کیونکہ نفس بار بار تقاضا کر رہا ہے کہ یہ گناہ کرلو، یہ گناہ کرلو۔ تو نفس کے حرام تقاضے کی لذت حاصل کرنے سے بہتر ہے کہ اسی لذت کی تمنا میں مرجائے کیونکہ اگر نفس کی یہ تمنا پوری کردی تو کیا ہوگا؟ اس پر میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

بتمنّائے گوشت مُردن بہ
زتقاضائے زشتِ قصاباں

گوشت کی تمنا میں مرجانا بہتر ہے قصائیوں کے تقاضے کی ذلت سے کہ وہ لاٹھی لے کر آجاتا ہے کہ میرے پیسوں کا کیا بنا، میرے گوشت کے پیسے کیوں نہیں دیئے۔ اسی طرح یہ نفس بھی گناہ کرا کے ذلیل کرتا ہے۔

تو اب میں اس آیت پر تقریر کر رہا ہوں جس کو میں نے اپنے شیخ سے بارہا سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے دنیا والو! میں نے تمہارے قلب کو پیدا کیا، میں تمہارے قلب کا بھی خالق ہوں اور کثیر الامر بالسُّوء نفس کا بھی خالق ہوں، تو تم اپنے نفس کا علاج خود کیوں تجویز کرتے ہو؟ میرے بندے ہو جیسے چھوٹے بچے اپنے ابّا کے حوالے ہوتے ہیں تو تم خود کو اپنے ربّا کے سپرد کردو۔ تم کس قسم کی زندگی دنیا میں گذارنا چاہتے ہو؟ اگر تم کو اطمینان کی تلاش ہے، سکون کی تلاش ہے تو اللہ کی یاد کے سوا کہیں سکون واطمینان نہیں پاؤ گے:

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾

(سورۃ الرعد، آیت:۲۸)

خبردار! ہماری ہی یاد سے دلوں کو چین ملتا ہے۔ اور فرمایا:

﴿اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ﴾

(سورۃ الزمر، آیت:۳۶)

کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟ اگر کسی کا کوئی نہ ہو، بیوی بھی مرجائے یا کسی کی شادی ہی نہ ہو، اللہ اس کے لئے کافی ہے۔ مگر ایک شرط ہے کہ قلب وجان اللہ کو پیش کرے اور اگر جسم تو مسجد میں ہے لیکن دل بتوں کے خیالات اور ان کے عشق میں مبتلا، حسینوں کے چکر میں پڑا ہوا ہے تو دل کو سکون واطمینان کیسے ملے گا کیونکہ اس نے تو دل غیر اللہ کو دیا ہوا ہے۔ شیخ الحدیث مظاہر العلوم حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے، فرماتے ہیں کہ ؎

عشقِ بتاں میں اسعد کرتے ہو فکرِ راحت
دوزخ میں ڈھونڈتے ہو جنت کی خواب گاہیں

حسینوں کے عشق میں تم آرام تلاش کرتے ہو۔ آخرت میں کیا عذاب ہوگا اس کو مولانا نے بیان نہیں کیا لیکن دنیا ہی میں حسینوں سے دل لگانے سے جو عذاب ہوتا ہے اس کو بیان کیا کہ جس نے غیر اللہ سے دل لگایا، ہمت کر کے بدنظری کو نہیں چھوڑا اور ہمت چور بنا، جیسے بھینس چار کلو دودھ دینے کے بجائے تین کلو دیتی ہے، اور ایک کلو اپنے بچے کے لیے اُوپر چڑھا لیتی ہے۔ یہ ظالم بھی اپنے نفس کی خبیث لذتوں کے لیے ہمت کو پورا استعمال نہیں کرتا تو اس کی زندگی دنیا ہی میں دوزخ بن جاتی ہے۔

الہامی علوم کی قدردانی

میر صاحب! آپ کو ماشاء اللہ کہنا چاہیے۔ عجیب بات ہے کوئی داد ہی نہیں دیتا۔ کہتا ہے اگر زیادہ داد دوں گا تو کہیں پکڑ نہ ہو جائے۔ بہت ہشیار ہے،

داد اس لیے نہیں دیتا کہ لوگ بھانپ لیں گے۔ بھئی! اتنا تو کہو ماشاء اللہ بہت عجیب وغریب مضمون ہے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیان کے بعد ایک عالم سے جو حضرت کے مرید تھے مجمع میں پوچھا کہ مولانا! مضمون کیسا تھا؟ تو اس نے ٹائی فائیڈ کے مریض جیسی آواز نکال کر کہا اچھا تھا۔ حضرت نے اسے بہت ڈانٹا اور فرمایا نالائق! اللہ نے اتنا عمدہ اور شاندار مضمون زبان سے بیان کرایا، تم نے اس کی یہ قدر کی۔ اے ظالم! تجھے یوں کہنا چاہیے تھا کہ الحمد للہ! ماشاء اللہ! حضرت وجد آ گیا! سبحان اللہ! کیا مضمون تھا۔ جب میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب بیان فرماتے تھے تو میں بعد میں کہتا تھا کہ حضرت ماشاء اللہ! اتنا مزہ آیا کہ قلب و روح کو وجد آ گیا۔ ماشاء اللہ! سبحان اللہ! آج بڑے عالی علوم بیان ہوئے، تو حضرت خوش ہو جاتے تھے، یہ ان کی قدردانی ہے، علم کی قدردانی ہے۔ جس کے ذریعہ سے کوئی نعمت ملے، جس کھڑکی سے منی آرڈر ملے یا کوئی ڈرافٹ ملے تو اس کھڑکی کا بھی احترام کرو، اس پر تھوکو مت، اگر عزت نہ کرو تو کم از کم اتنا تو کرو کہ تھوکو مت۔ اللہ والوں سے جب اللہ کی محبت ملتی ہے تو اس نعمتِ مضمون کی قدر کرو، اس کی قدر زبان سے بھی ہو اور آنکھ سے بھی ہو، آنکھ نیچے کرنا یہ دلیل ہے کہ نا آشنائے درد ہے۔ اس پر عناصر اربعہ کا خاص غلبہ ہے، آنکھ کا نیچے ہونا دلیل ہے کہ اس کے جسم کے اعضاء عناصر اربعہ سے دب چکے ہیں، اب یہ تھک چکا ہے، ورنہ روح کبھی بھی نہیں تھکتی، جب روحانیت غالب ہو جاتی ہے تو صحابہؓ تھکے ہوئے بھی ایک ایک کھجور کھا کر جہاد کرتے تھے۔ جب کھجور ختم ہو گئی تو کھجور کی گٹھلی چوس چوس کے جہاد کرتے تھے۔ ایک تابعی نے ایک صحابیؓ سے پوچھا کہ گٹھلی سے کیا طاقت آتی تھی؟ تو فرمایا کہ جب وہ گٹھلی بھی ختم ہو گئی تب پتہ چلا کہ گٹھلی سے کیا طاقت آتی تھی۔

یہ اس لیے عرض کرتا ہوں کہ کوئی ثابت نہیں کرسکتا، جتنے پرانے لوگ یہاں موجود ہیں جنہوں نے مجھے شیخ کے ساتھ دن رات دیکھا ہے ان سے پوچھ لو کہ کیا میں کبھی شیخ کی تقریر میں سویا تھا یا نظر بند کیے رکھتا تھا؟ (جواب دیا گیا کہ نہیں) آنکھوں سے فدا ہوتا تھا، آنکھ سے فدا ہونا کیا ہے؟ کہ آنکھ کھولے رکھو، اپنے شیخ کو دیکھو۔

دربزمِ وصالِ تو بہنگامِ تماشہ
نظّارہ زجنبیدنِ مژگان گلہ دارد

جب دیکھنے میں مزہ آتا ہے تو نظارہ کہتا ہے کہ اے پلکو! جھپکنا مت۔ بعض کو یہ مصرع تو یاد ہے مگر عمل اور علم میں بڑا فاصلہ ہے، کبھی علم اور عمل میں بڑے فاصلے ہوتے ہیں، اس لیے علم کو عمل سے ملانے کے لیے اہل اللہ کی صحبت اور نسبت اور خانقاہوں میں چلّے لگانے کی ضرورت ہے۔ دیکھو! علم و عمل کے فصل کو اہل اللہ کا وصل دور کرتا ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک وعظ ہے جس کا نام راحت القلوب ہے، اس رسالے کو پڑھ لو، اس میں یہ بات ملے گی کہ دنیا میں کہیں چین نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے نام کے۔

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

عبادت میں حضرت پھولپوریؒ کا عالمِ بے خودی

میں نے ایسے بزرگوں کی زیارت کی ہے، حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اللہ کی یاد میں ساری کائنات کو فراموش کیے ہوئے تھے، جو اپنے نام کو بھی بھول جائے اس کا کیا عالم ہوگا؟ میرے پیر بھائی ماسٹر عین الحق صاحب کو کچھ ضروری کاغذات پر حضرت کے دستخط لینے تھے اور اعظم گڈھ جانا تھا۔

انہوں نے کہا حضرت! آپ اس پر دستخط کر دیجئے۔ حضرت آٹھ گھنٹے عبادت کر چکے تھے، قلب وجاں کا جہاز عرشِ اعظم کا طواف کر رہا تھا تو رن وے پر ایسی جلدی تو نہیں اتر سکتا تھا۔ آپ بتایئے جو جہاز دو ہزار فٹ کی بلندی پر اڑ رہا ہو، وہ اچانک زمین پر آ سکتا ہے؟ میرے شیخ قلم ہاتھ میں لے کر کچھ دیر سوچتے رہے پھر ماسٹر عین الحق صاحب سے پوچھا کہ میرا نام کیا ہے؟ ماسٹر عین الحق صاحب کو ہنسی آ گئی تو ڈانٹ کر فرمایا کہ بتاتے کیوں نہیں ہو کہ میرا نام کیا ہے؟ ماسٹر صاحب نے کہا کہ حضرت آپ کا نام عبد الغنی ہے۔ پھر حضرت نے اپنے دستخط کئے اور ماسٹر عین الحق صاحب جلدی سے فائل لے کر مارے ڈر کے بھاگ گئے کہ نہ معلوم آج کیا معاملہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقامِ قرب

حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچ پانچ پارے تہجد میں تلاوت فرماتے تھے، آپ کے پاؤں مبارک سوج جاتے تھے۔ تہجد پڑھنے کے بعد جب فجر کی جماعت کا وقت قریب آتا تھا تو آپ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے تھے کَلِّمِيْنِيْ يَا حُمَيْرَاءُ اے عائشہ! مجھ سے باتیں کرو۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ یہ گفتگو عام میاں بیوی جیسی نہیں تھی بلکہ تہجد کے وقت نماز میں آپ علیہ السلام کی روح مبارک کا جہاز عرشِ اعظم کا طواف کر رہا ہوتا تھا، اس کو رن وے پر لانے کے لیے کَلِّمِيْنِيْ يَا حُمَيْرَاءُ فرمایا تا کہ عالم ناسوت پر اترنے کے لیے کسی ناسوتی سے بات کی جائے جس کا دنیا سے تعلق ہو، کیونکہ اس وقت کسی ملکوتی سے بات کرنے سے آپ کی روح مبارک کا جہاز رن وے پر نہیں اتر سکتا تھا، اگر اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو بھیج دیتے تو بھی آپ عالَمِ ملکوت میں رہتے، کیونکہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فجر کی نماز پڑھانی تھی، لہٰذا

عالَمِ قرب سے، عالَمِ جبروت سے عالَمِ ناسوت پر آنے کے لیے کَلِّمِیْنِیْ یَا حُمَیْرَاءُ کہا کہ اے عائشہ مجھ سے باتیں کرو۔

ہم نے تو کھانے پینے کا نام دنیا سمجھ رکھا ہے۔ ارے! دنیا میں اللہ نے اس لیے بھیجا ہے کہ ہم اللہ کے ولی بن جائیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کی لذت کے لیے بھیجا ہے تاکہ تم اللہ کو خوب یاد کرکے صاحبِ نسبت ہوجاؤ، مگر ایسے صاحبِ نسبت جن کا یہ مقام ہو کہ ان کی صحبت کی وجہ سے دوسرے بھی صاحبِ نسبت ہوجائیں۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس روئے زمین پر مجھ کو حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسا صاحبِ نسبت ملا، حضرت دنیا کو جانتے ہی نہیں تھے کہ دنیا کیا چیز ہے ؎

یہاں تو ایک پیغامِ جنوں پہنچا ہے مستوں کو
اُنہی سے پوچھئے دنیا کو جو دنیا سمجھتے ہیں

اس دنیا میں رہ کر ایسا ایمان حاصل کرنا ہے کہ عالَمِ غیب عالَمِ شہادت بن جائے، حضرت فرماتے تھے کہ بعضوں کا ایمان ایسا ہوتا ہے کہ آسمان کے حجابات ہٹ جاتے ہیں، ایسی نظر عطا ہوتی ہے کہ ان کے لئے عالَمِ غیب برائے نام عالَمِ غیب رہتا ہے۔ وہ جسم سے دنیا میں رہتے ہیں مگر قلب و روح کے اعتبار سے ہر وقت حق تعالیٰ کے ساتھ رہتے ہیں، جس پر اللہ والوں کی شان میں میرا اُردو شعر ہے ؎

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے

حسینوں کو امتحان کے لئے پیدا کیا گیا ہے

تو یہ میں عرض کررہا ہوں کہ اے دوستو! دنیا میں کہیں چین نہیں۔ قسم کھا کر کہتا ہوں اور قسم کی ضرورت ہی نہیں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہی کافی ہے

اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ اور بِذِکۡرِ اللّٰہِ میں حصر ہے کہ سوائے خدا کی یاد کے کہیں چین نہ پاؤ گے۔اے دنیا والو! نہ ٹیڈیوں میں، نہ وی سی آر میں اور نہ مرنے والی لاشوں میں چین ہے، ان حسینوں پر تمہارے امتحان کے لیے ڈسٹمپر کر دیا گیا ہے، مگر خلافِ راہِ پیغمبر ان کو مت دیکھو، یہ ڈسٹمپر تمہارے امتحان کے لیے ہے، قبروں میں جا کے دیکھ لو، قبرستان میں جتنے حسین لڑکے یا حسین لڑکیاں ہیں، قبر کھود کر دیکھو کہ سب مٹی ہیں یا نہیں؟ لیکن ان کے ڈسٹمپر پر تم ایسا پاگل مت بنو کہ جس سے تمہاری حیات خلاف راہِ پیغمبر ہو جائے اور تم مجھ سے دور ہو جاؤ۔ شیطان بہت چال باز ہے اور یہ پٹی پڑھاتا ہے کہ جب تک ڈسٹمپر ہے خوب مزہ لے لو، جب ڈسٹمپر ختم ہو گا تو وہاں سے بھاگ کر دوسرے کو تلاش کر لیں گے۔ ایک بے وقوف شاعر کہتا ہے کہ ؎

پھول مرجھا گئے تو کیا غم ہے
کِھلنے والی کلی کی بات کرو

ارے ظالم! نالائق! ایسا بے وقوف ساری زندگی جلتا رہے گا۔ بلبل ہمیشہ چشمِ نم رہتا ہے، کبھی اس ظالم کو سکون حاصل نہیں ہوتا، اس پھول پر مرا اور دن رات اُس پر چہچہایا اور جب صبح کو پھول مرجھا گیا تو دوسرے پھول پر بیٹھ گیا، تو ہمیشہ مرجھانے والوں پر مرجھایا رہتا ہے، آپ بلبل کو کبھی تازہ دم نہیں پائیں گے۔ جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ پر مر رہے ہیں ہمیشہ افسردہ اور چشمِ نم رہیں گے، ساری زندگی روتے ہی گذرے گی اور تڑپتے ہی رہیں گے جس کی مثال میں ایک سچا واقعہ بتاتا ہوں جو اختر، چشم دید مسجد میں اس واقعہ کو بیان کر رہا ہے کہ بیت اللہ کے اندر ایک بچہ اپنی ماں سے جدا ہو گیا، ساری دنیا کی ماؤں نے اس کو پیار دیا لیکن بچہ روتا رہا یہاں تک کہ معلوم ہو رہا تھا کہ اس کو موت آ جائے گی لیکن جب اس کی اصلی ماں آئی تو گود میں لیتے ہی سو گیا۔ رو رو کے تھک گیا تھا، فوراً سو گیا،

اُس وقت مجھے اپنا ایک شعر یاد آیا ؎

آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے

ان کے کرم نے گود میں لے کر سلا دیا

اسی دن میں نے کہا کہ اے دنیا والو! جب اس کو اصلی اماں ملی تب چین ملا بڑی بڑی رنگین ،عطر لگائی ہوئی انڈونیشین اور مصری ،الجزائر کی ماؤں کو کماً و کیفاً اپنی ماں سے زیادہ پایا ،لیکن چین نہیں پایا لہٰذا ساری کائنات اگر تمہیں گود میں لے لے، دنیا کے سارے معشوق اور معشوقات مل جائیں لیکن چین نہیں پاؤ گے۔صرف اللہ کے نام میں اوراس کی آغوشِ محبت میں چین پاؤ گے۔ جب تک اللہ کو خوش اور راضی نہیں کرلو گے تمہیں پیار نہیں ملے گا۔سارے عالم میں جہاں جاؤ گے جوتے پڑیں گے۔خواجہ صاحب کا شعر سنو ؎

نگاہِ اقربا بدلی مزاجِ دوستاں بدلا

نظر اِک اُن کی کیا بدلی کہ کل سارا جہاں بدلا

نارِ شہوت کا علاج نورِ خدا ہے

واللہ! کہتا ہوں جس نے خدائے تعالیٰ کو ناراض کیا اس کا چین اور سکون چھن گیا، لاکھ خمیرے چاٹتا رہے، لاکھ ہیئر آئل ٹھنڈا لگاتا رہے، جب کھوپڑی گرم ہوگئی، دل گرم ہوگیا تو نارِ شہوت جلا کر رکھ دے گی۔ بتایئے نارِ شہوت میں نار ہے یا نہیں؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اعلان فرماتے ہیں، اس آیت اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ کی تفسیر بزبان مولانا جلال الدین رومیؒ پیش کرتا ہوں۔فرماتے ہیں ؎

نارِ شہوت چہ کشد؟ نورِ خدا

مصرع مثنوی کا ہے، وزن بہت مختصر ہے، فاعلات فاعلات فاعلن، اس کا وزن ہے،تو پہلے دو فاعلات فاعلات میں مولانا نے ایک سوال قائم کر دیا

کہ ''نارِ شہوت چہ کشد؟'' تمہارے گناہوں کے تقاضوں کی آگ کو کیا چیز بجھا سکتی ہے؟ فاعلن میں اس کا جواب دیتے ہیں ''نورِ خدا'' اللہ تعالیٰ کا ذکر۔ مولانا رومیؒ کا کمال ہے کہ ایک مختصر مصرع میں سوال بھی اور جواب بھی ہے۔ نارِ شہوت چہ کشد سوال ہے اور نورِ خدا جواب ہے۔ بتائیے کیا گناہ کر لینے سے تقاضا ختم ہوجاتا ہے؟ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نہایت بین الاقوامی گدھا ہے وہ شخص جو سمجھتا ہے کہ گناہ کرنے سے سکون ہوجائے گا، ارے سکون نہیں ہوگا، گناہ کا تقاضا اور بڑھ جائے گا، ایک گناہ کرنے کے بعد تقاضا اور شدید ہوجاتا ہے۔ آگ میں آگ ڈالنے سے آگ بڑھ جائے گی۔ حسن کا پیٹرول جب عشق کی آگ پر پڑتا ہے تو اس کی آگ اور بڑھ جاتی ہے۔ آگ میں پیٹرول ڈال دو تو آگ اور بڑھ جائے گی یا نہیں؟ اس لیے پیٹرول پمپ پر لکھا ہوتا ہے کہ نو اسموکنگ (No Smoking) اور اہلِ عرب کہتے ہیں مَمْنُوْعُ التَّدْخِیْنِ تو اپنے ایمان اور محبت کے پیٹرول کے قریب بھی کسی حسین شکل کو نہ آنے دو ؎

نہ کوئی غیر آجائے نہ کوئی راہ پا جائے
حریم دل کا احمدؔ اپنے ہر دم پاسباں رہنا

اگر غیر اللہ مفید ہوتے تو لا اِلٰہ نازل نہیں ہوتا، صرف اِلَّا اللہ نازل فرماتے، کلمہ کا جز صرف اِلَّا اللہ ہوتا، لیکن لَا اِلٰہ فرما کر بتا دیا کہ جب تک غیروں کو نہ نکالو گے تمہیں اللہ نہیں ملے گا اور غیروں سے دل لگانے کی وجہ سے تم غیر بھی رہو گے اور جوتے بھی کھاتے رہو گے۔ لات ومنات پر جو مر رہے ہو تو تمہیں ہمیشہ لات ہی ملیں گے بے حد لات کھاؤ گے، اتنی لات کھاؤ گے کہ بھوسے بن جاؤ گے، لوگوں کے ہارٹ فیل ہوگئے، کتنوں نے زہر کھالیا اور کتنوں نے عرق بید مشک پینا شروع کر دیا۔ میر صاحب! داد کیوں نہیں دیتا؟ کہو ماشاء اللہ! کچھ تو ماشاء اللہ کہو، گھبراؤ مت! تم کو لوگ کچھ نہیں کہیں گے۔

”نارِ شہوت چہ کشد“ شہوت کی آگ کیسے بجھ سکتی ہے؟ اب جواب سنیں، ابھی مصرع پورا نہیں ہوا فاعلن میں پورا کریں گے نورِ خدا ؎

نارِ شہوت چہ کشد؟ نورِ خدا

شہوت کی آگ کیسے بجھ سکتی ہے؟ تسبیح لو مصلّٰی پر بیٹھ جاؤ اور یہ شعر پڑھو ؎

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

ساری شہوت وخواہشات کا علاج یہ ہے کہ تسبیح لو اور مصلّٰی پر بیٹھ جاؤ اور محبت سے اللہ کا نام لو، اللہ وہ اللہ ہے جس نے تمام لیلاؤں کو حسن بخشا، اللہ وہ اللہ ہے جس نے جنت میں حوروں کو حسن کی بھیک عطا فرمائی، میں کہتا ہوں کہ جس کو اللہ مل گیا وہ جنت اور دنیا کی تمام لذات سے مستغنی ہو جاتا ہے لیکن چونکہ جنت محلِ لقاءِ الٰہی ہے، محلِّ دیدارِ الٰہی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے دیدار کی جگہ سمجھ کر وہ جنت کو بھی چاہتا ہے۔

گناہ دریائے قربِ الٰہی سے محروم کر دیتا ہے

اب سنیے میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دیکھو اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ میں بِذِکۡرِ اللّٰہِ مقدم ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ اَلتَّقۡدِیۡمُ مَاحَقُّہُ التَّأۡخِیۡرُ یُفِیۡدُ الۡحَصۡرَ تو یہ عبارت پہلے کیا تھی؟ اَلَا تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ بِذِکۡرِ اللّٰہِ، اطمینان پاتے ہیں دل اللہ کی یاد سے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بِذِکۡرِ اللّٰہِ کو مقدم فرما کر حصر پیدا کر دیا کہ اللہ تعالیٰ ہی کی یاد سے تمہارے دلوں کو اطمینان ملے گا۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جو بقول شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے امام بیہقی تھے وہ اپنی تفسیرِ مظہری میں فرماتے ہیں

کہ دیکھو! ہم لوگ جو اللہ کے ذکر سے چین نہیں پاتے تو ہم ذکر میں ڈوبے نہیں ہیں، ابھی جسم کا کچھ حصہ گناہ میں مبتلا ہے، جب سر سے پیر تک یادِ الٰہی میں غرق ہوجائیں گے اور کوئی جزء اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے یادِ الٰہی سے خارج نہیں ہوگا تو پھر سر سے پیر تک چین پا جاؤ گے، جیسے کہ مچھلیاں پانی کے ساتھ چین نہیں پاتیں بلکہ پانی میں چین پاتی ہیں، بِذِکۡرِ اللّٰہِ کے معنیٰ یہ نہ سمجھو کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ، ''با'' معنیٰ میں ''فی'' کے ہے یعنی ذکر میں ڈوب جاؤ تب چین پاؤ گے، جیسے مچھلی پانی میں ڈوب جاتی ہے اوپر پانی نیچے پانی دائیں بائیں پانی ہر طرف پانی سے چین پاتی ہے، بس سمجھ لو پھر چین مل جائے گا۔ دیکھو! میرے ہاتھ کی طرف غور سے دیکھو، فرض کرلو یہ روہو مچھلی ہے، تصوّر کرنے کے لیے کہہ رہا ہوں، اور میری مُٹھی اس کا سر ہے تو پانی کلائی تک ہے، پانی روہو کے سر کے قریب تک ہے لیکن سر اس کا کھلا ہوا ہے، آفتاب کی شعاعوں سے گرم ہو رہا ہے تو کیا یہ مچھلی چین پاسکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو جو لوگ اشراق، اوّابین اور تہجد پڑھ رہے ہیں لیکن نظروں کو غلط استعمال کر رہے ہیں تو گویا اللہ کے دریائے قرب سے آنکھیں خارج ہو رہی ہیں سمجھ لیجئے کہ کَمَا اَنَّ السَّمَکَۃَ تَطۡمَئِنُّ فِی الۡمَآءِ لَا بِالۡمَآءِ یہ تفسیر مظہری کی عبارت پڑھ رہا ہوں، مچھلی چین پاتی ہے پانی میں نہ کہ پانی سے۔ تو اگر اتنا پانی ہے کہ روہو کا پورا تن تو ڈوبا ہوا ہے لیکن اس کا سر کھلا ہوا ہے، آفتاب کی شعاعوں سے وہ گرم ہو رہا ہے، تو دُم تک گرم ہوجائے گا یا نہیں؟ جب اس کا سر گرم ہوگا تو اس کی اذیت سے وہ دم تک، باطن وظاہر تک اذیت میں ہوگا۔ تو ایسے ہی جو اشراق واوّابین پڑھتے ہیں اور خانقاہوں میں بھی جاتے ہیں لیکن گناہ نہیں چھوڑتے تو سمجھ لو کہ قربِ الٰہی سے خروج اختیار کرتے ہیں اور اگر ایک گناہ بھی ہوگیا تو سارا جسم بے چین ہوجائے گا، جیسا کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

گر گرفتارِ صفاتِ بد شدی

اگر ایک برائی میں مبتلا ہو، ننانوے سے توبہ کر لی، مگر ایک گناہ نہیں چھوڑ رہے، لالچ میں ہو کہ کچھ دن اور حرام مزہ لوٹ لیں تو چین نہیں پاسکو گے ؎

گر گرفتارِ صفاتِ بد شدی
ہم تو دوزخ ہم عذاب سرمدی

دنیا ہی میں جنت و دوزخ کا بھیج دیا جانا۔ ایک علمِ عظیم

اگر تم کسی ایک گناہ میں مبتلا ہو تو سمجھو کہ تمہیں دوزخ کی ضرورت نہیں ہے، تم خود دوزخ ہو، تمہاری ذات خود دوزخ ہے، کیونکہ جو خالقِ جہنم کو ناراض کرتا ہے، اس کو دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ جہنم کی بے چینی اور کرب و اضطراب بھیج دیتا ہے۔ اس کو غور سے سن لیجئے، پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی، آج اختر یہاں سے جا رہا ہے اور وہ امانت حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کی آپ لوگوں کو پیش کر رہا ہوں اور میں اس پر خوش ہوں، اللہ کی توفیق و کرم کا شکر گذار ہوں۔ جو خالقِ جہنم کو ناراض کرتا ہے تو اپنے نافرمانوں کو دنیا ہی میں جہنم بھیج دیتا ہے اور وہ لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰی کا مصداق ہوتے ہیں کہ نہ مرتے ہیں نہ جیتے ہیں، ہر وقت بے چین رہتے ہیں کیونکہ جہنم نافرمانوں کی ہی جگہ ہے۔ اس لئے ان کے لئے دنیا کو بھی جہنم بنا دیا جاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرتا ہے، خالقِ جنت کو خوش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جنت دنیا ہی میں بھیج دیتے ہیں۔

متقی بندوں کے لئے دو جنتوں کی بشارت

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ میں فرماتے ہیں کہ دیکھو! اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کو اور گناہوں سے بچنے والوں کو اللہ دو جنت دیتا ہے:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴾

(سورۃ الرحمٰن، آیت:۴۶)

اللہ اپنے ڈرنے والوں کو دو جنت دیتا ہے، جانتے ہو دو جنت کیا ہے؟
قَالَ الصُّوْفِیَاءُ آہ! ارے بھئی صوفیوں کو کیوں معمولی سمجھتے ہو؟ یہ اللہ کے خاص بندے ہیں، مقبولینِ بارگاہِ الٰہی ہیں، قَالَ الصُّوْفِیَاءُ فِیْ تَفْسِیْرِ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ جَنَّۃٌ فِی الدُّنْیَا بِالْحُضُوْرِ مَعَ الْمَوْلٰی اللہ والوں کی دنیا کی جنت یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ حضوریِ قلب سے رہتے ہیں، ہر وقت اپنے قلب وجاں کو اللہ سے چپکائے رکھتے ہیں، جیسے اگر چھوٹے بچے کو اس کی اماں سے کوئی چھیننے کی کوشش کرے تو وہ اور زیادہ مضبوطی سے ماں کی گردن سے لپٹ جاتا ہے، ماں سے چپک جاتا ہے اور پوں پوں چلانے بھی لگتا ہے، کہ اماں رحم کر کے مجھے اس کے ہاتھ میں نہ جانے دو۔ اسی طرح جب گناہوں کے تقاضے آپ کو پریشان کریں اور نفس وشیطان اللہ تعالیٰ کے آغوشِ قرب سے آپ کو چھیننا چاہیں تو دو رکعت توبہ پڑھ کر اللہ سے لپٹ جاؤ، چمٹ جاؤ اور پوں پوں چلانا شروع کر دو کہ اللہ بچانا یہ نفس ظالم دشمن ہمیں اغواء کرنا چاہتا ہے، شیطان ہمیں اغواء کرنا چاہتا ہے۔ میں تو یہی مضمون سارے عالم میں بیان کر رہا ہوں، آخر آپ نہیں دیکھتے کہ ماں سے بچے کا کیا تعلق ہوتا ہے؟ تو ہمارا تعلق اللہ سے اس سے زیادہ قوی ہونا چاہیے یا نہیں؟

تو صوفیاء کی پہلی تفسیر ہے جَنَّۃٌ فِی الدُّنْیَا بِالْحُضُوْرِ مَعَ الْمَوْلٰی اللہ والوں کی دنیا کی جنت یہ ہے کہ ہمہ وقت اُن کے قلب وجاں اللہ تعالیٰ سے چپکے رہتے ہیں ہر وقت ان کو اللہ تعالیٰ کی حضوری حاصل رہتی ہے، اس کی لذت کو وہی جانتا ہے جس کو یہ حاصل ہو اور اللہ والوں کی دوسری جنت کیا ہے؟ جَنَّۃٌ فِی الْعُقْبٰی بِلِقَآءِ الْمَوْلٰی اور دوسری جنت آخرت میں ملے گی جہاں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔

اطمینانِ کامل کا وعدہ کامل تقویٰ پر ہے

ایک شخص نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ میں ذکر کرتا ہوں مگر اطمینان ابھی بھی نہیں مل رہا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ کہ اللہ تعالیٰ کی یاد ہی سے سکون ملتا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ ذکر جب چھوڑ دیتے ہو تو کچھ اطمینان میں فرق آتا ہے؟ کہا جی ہاں! جب ذکر نہیں کرتا تو بالکل ہی پریشان ہوجاتا ہوں، اس ذکر کے کرنے سے تھوڑا تھوڑا اطمینان مل رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مجھ کو پورا اطمینان مل جائے۔ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب سنئے کہ ذکر کا پورا نفع اور پورا اطمینان تب ملے گا جب تم ذکر کامل کروگے اور ذکر کامل یہ ہے کہ گناہ چھوڑ دو، بھئی! ایک شخص ابّا ابّا کہہ رہا ہے، ابّا ابّا میں آپ کے عشق میں مر رہا ہوں اور ابّا کہتا ہے سگریٹ نہ پینا لیکن وہ چپکے چپکے سگریٹ بھی پیتا ہے تو کیا ابّا اس کی محبت کو تسلیم کرے گا؟ اور سگریٹ تو بہت خطرناک چیز ہے کیونکہ اس کی لغت میں سگ اور ریٹ (Rat) ہے۔ سگ معنیٰ کتا اور ریٹ معنیٰ چوہا، اس کا تو نام ہی بہت خراب ہے اور آج کل ڈاکٹروں کی تحقیق ہے کہ وہ سینہ میں کینسر پیدا کرتا ہے، مگر بری عادت پڑی ہوئی ہے۔

تقویٰ سے دنیا بھی مزیدار ہوجاتی ہے

میرے شیخ نے فرمایا کہ دیکھو! دنیا کے جتنے لطف کے طریقے ہیں کہیں چین نہ پاؤگے، ہاں! اللہ کو راضی کرلو، گناہ چھوڑ دو، پھر اللہ جو حلال کی دے گا اس میں مزہ زیادہ آئے گا۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کو اپنی دنیا میں بھی زیادہ مزہ آتا ہے بہ نسبت غافلوں کے۔ اللہ والا جب بیوی بچوں کو دیکھتا ہے، روٹی کھاتا ہے، کپڑے پہنتا ہے تو اللہ کو یاد کرتا ہے کہ یہ نعمتیں مجھے میرے اللہ نے

عطا فرمائی ہیں، ہر وقت اس کو لطف آتا ہے اللہ اس کی دنیا کو لذیذ کر دیتا ہے، وہ منعمِ حقیقی اپنی نعمتوں کے اندر لطف بڑھا دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے چوری سے کھاتے پیتے ہیں، جیسے ابّا خوش نہ ہو اور بیٹا چُھپ کر گھر کے پچھواڑے سے آجائے اور اماں سے کہے کہ اماں! گھر میں ابّا نہیں ہے، مجھے بھوک لگ رہی ہے ایک بسکٹ ہی دے دو، اور دل میں ڈر رہا ہو کہ کہیں ابّا نہ آجائے، تو وہ ظالم کیا مزہ پائے گا۔ تو جو اللہ کو راضی کیے ہوئے ہیں ان کی روٹی میں، ان کے لباس میں، ان کے مکان میں، ان کے بال بچوں میں اللہ نعمتوں کی بھرپور لذت عطا فرماتے ہیں اور جو نافرمانی سے چوری چُھپے کھا رہے ہیں ان کا قلب ہر وقت پریشان رہتا ہے۔ ایک بہت عجیب بات یاد آئی، خواجہ صاحب سے ایک شخص نے کانپور میں پوچھا کہ بھئی! آپ کے پیر صاحب تو بڑے سرخ سفید، بڑے تندرست، بڑے صحت مند نظر آتے ہیں، وہ کون سا کشتہ کھاتے ہیں؟ بڑے بڑے حکیم ان کے مرید ہیں، تو ذرا ہمیں بھی پوچھ کر بتانا کہ کون سا خمیرا چاٹتے ہیں؟ خواجہ صاحب نے کہا کہ اچھا پوچھ کر بتاؤں گا۔ جب خواجہ صاحب تھانہ بھون گئے تو حضرت سے کہا ایک شخص نے پوچھا ہے کہ آپ کے پیر اتنے سرخ، لال اور صحت مند کیسے رہتے ہیں؟ آپ کون سا کشتہ کھاتے ہیں؟ تو حضرت نے فرمایا کہ یہ سائل یعنی پوچھنے والا خبطی معلوم ہوتا ہے، لیکن اب جانا تو بتا دینا کہ میں کون سا کشتہ کھاتا ہوں جس سے میں اتنا تندرست ہوا ہوں، اس سے کہہ دینا کہ میں ایک بُوٹی کھاتا ہوں اور اس بُوٹی کا نام کیا ہے؟ تعلق مع اللہ۔ اس دولت کی برکت سے مجھے سوکھی روٹی بھی لگتی ہے، جب انسان چین سے کھاتا ہے تو سوکھی روٹی بھی جسم کو لگتی ہے بہ نسبت پریشان، مشوش، افکار میں ڈوبا ہوا، غموں میں غرق آدمی بریانی بھی کھاتا ہے تو نہیں لگتی۔ جب اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا کہ اطمینانِ قلب صرف میری ہی یاد پر موقوف ہے تو اب خدا کے لیے میں آپ لوگوں کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ جب

اللہ تعالیٰ ہمارا خالق ومالک ہے، جس نے دل بنایا ہے، جو دل کا خالق ہے وہ فرمارہے ہیں کہ تمہارے دل کا چین، اطمینان میری یاد میں ہے تو وی سی آر میں، ٹیلیویژن میں، لڑکیوں میں، لڑکوں میں، دنیا کے سارے گناہوں میں، اطمینان مت تلاش کرو اور حسینوں کے چکر میں نہ آؤ ورنہ اتنے جوتے پڑیں گے کہ یاد رکھو گے۔

حسینوں سے جسے پالا پڑا ہے
اسے بس سنکھیا کھانا پڑا ہے

اگر اس حسین سے وصل ہوا اور اس کو پالیا تو کثرتِ گناہ سے آخر میں نامرد ہوگیا پھر حکیموں سے کشتہ سنکھیا لینا پڑا اور اگر جدائی کا غم برداشت نہ ہوا تو سنکھیا کھا کر مر گیا، صورتِ وصل میں اور صورتِ فراق میں دونوں میں سنکھیا کھانا پڑتا ہے اور تاریخ ثابت نہیں کرسکتی کہ رُوئے زمین پر کسی ولی اللہ نے خودکشی کی ہو، کیونکہ جو اللہ کو یاد کرتا ہے اس کے قلب پر سکینہ برستا ہے، سکون برستا ہے اللہ جس کے دل میں ہو کیا وہاں پریشانی آسکتی ہے؟ پریشانی تو پری کے ساتھ ہے پریشانی میں لفظ پری ہے یا نہیں؟ ارے پری کو دیکھا اور شانی گھس گئی، اور پریشانی آگئی اور اس کے ساتھ سانی بھی آگئی، سانی جانور کے چارے کو کہا جاتا ہے، جس نے اللہ کو چھوڑا وہ جانور ہو جاتا ہے۔

ذکر اللہ کے تین نسخے

(۱) ذکرِ اسمِ ذات

اب ذکر کے لیے تین نسخے بتاتا ہوں۔ ایک ذکر اسم ذات ہے۔ میرے شیخ نے فرمایا کہ آلتی پالتی مار کے کمر سیدھی کر کے بیٹھو اور گردن مت ہلاؤ، یہ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ گردن مت ہلاؤ یعنی گردن سے سینہ کی طرف

ضرب نہ لگاؤ کیونکہ اعصاب کمزور ہوجائیں گے، دماغ کمزور ہوجائے گا۔ بعض لوگ بڑے جھٹکے مارتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بالکل پاگل ہوجاتے ہیں۔ ذکر کے وقت آلتی پالتی بیٹھ کر کمر سیدھی رکھو اور یہ سوچو کہ ایک زبان منہ میں ہے جس سے اللہ اللہ نکل رہا ہے اور ایک زبان دل میں ہے اور دل اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ کہہ رہا ہے۔ اتنا درد بھرے دل سے نام لو کہ ان شاء اللہ تعالیٰ دونوں جہان کی لذت کا کیپسول دل میں اتر جائے گا، اللہ کا نام دونوں جہان کی لذتوں کا کیپسول ہے۔ کیپسول میں دو جزء ہوتے ہیں ایک نیچے اور ایک اوپر ڈھکن کی طرح۔ تو اللہ کا نام ایسا کیپسول ہے جس میں دنیا کی ساری لذتیں اور جنت کی ساری لذتیں موجود ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ بے مزہ ہوتا تو مزیدار چیزوں کو کیسے پیدا کرتا؟ تو ایک اسمِ ذات ہے، اپنے بزرگوں سے، اپنے مشائخ سے پوچھو کہ ہم کتنا اللہ کا نام لیں؟

(۲) ذکر لا الٰہ الا اللہ

اور جس کا کوئی شیخ نہ ہو اس کو ہم بتادیتے ہیں کہ کم از کم پانچ تسبیح (۱) تو پڑھ لو لا الٰہ الا اللہ کا ذکر۔ لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کم از کم پانچ سو دفعہ ہو تو پانچ مہینے میں پچھتر ہزار ہوجاتا ہے، حدیث پاک میں ہے جو ستر ہزار لا الٰہ الا اللہ کسی کو بخش دے تو بخشنے والا بھی بخش دیا جائے گا اور جس کو بخشے گا وہ بھی بخش دیا جائے گا۔ مَنْ قَالَ وَمَنْ قِيْلَ لَهٗ۔ سمجھ گئے! اور اس پر شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے دسترخوان پر ایک ولی اللہ آیا وَكَانَ مَشْهُوْرًا بِالْكَشْفِ اس کا کشف مشہور تھا، جوانی سے ولی اللہ تھا، جس کو اللہ چاہتا ہے بالغ ہوتے ہی اپنا ولی بنالیتا ہے بلکہ بعض مادرزاد ولی اللہ بھی ہوتے ہیں، چھوٹے سے بچے ہوتے ہیں، آسمان کو

---

(۱) یہ وعظ ۱۹۹۲ء کا ہے اُس وقت تک حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ پانچ تسبیحات بتاتے تھے بعد میں اُمت کے ضعف کی وجہ سے ایک تسبیح لا الہ الا اللہ کی، ایک تسبیح اللہ اللہ کی، ایک تسبیح استغفار کی اور ایک تسبیح درود شریف کی مقرر فرمادی تھی اور حضرت کے بے شمار متعلقین اِسی پر عمل کرتے ہیں۔ (جامع)

دیکھ کر روتے ہیں کہ اللہ کیسے ملے گا؟ میں جو بات کہہ رہا ہوں عربی کی بڑی کتابوں کا میرا مطالعہ ہے، الحمدللہ! عربی کی بڑی بڑی شروحات کا میرا مطالعہ ہے، مجھے اُردو کی کتاب پڑھنے میں مزہ بھی نہیں آتا۔ میں کیا کروں اور عربی جنت کی زبان ہے، مجھے اس زبان سے محبت ہے، اگر حلاوت نہ ہوتی تو عبارت کیسے یاد ہوتی؟ تو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقات میں لکھا ہے کہ اس نوجوان نے رونا شروع کر دیا، جب جوان دسترخوان پر رونے لگا تو شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا مَا هٰذَا الْبُكَاءُ؟ تمہارا رونا کیا ہے؟ دسترخوان بچھا ہے کھانا کیوں نہیں کھاتا؟ اس نے کہا اِنِّیْ اَرٰی اُمِّیْ فِی الْعَذَابِ میں اپنی ماں کو دیکھ رہا ہوں عذاب میں۔ تو شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فَوَهَبْتُ فِیْ نَفْسِیْ میں نے اپنے دل میں ھبہ کیا، زبان سے نہیں کہا فَوَهَبْتُ فِیْ نَفْسِیْ لِاُمِّهٖ ثَوَابَ التَّهْلِیْلَةِ الْمَذْكُوْرَةِ میں نے ستر ہزار جو لا الٰہ الا اللہ پڑھا ہوا تھا اور کسی کو نہیں دیا تھا، میں نے دل میں چپکے سے ھبہ کر دیا کہ اللہ اس کی ماں کو میرا ستر ہزار لا الٰہ الا اللہ کا ثواب عطا کر اور زبان کو حرکت بھی نہیں دی، اتنے میں وہ جوان ہنسا، فَضَحِكَ الشَّابُّ جوان ہنسا تو آپ نے پوچھا مَا هٰذَا الضِّحْكُ؟ یہ ہنسنا کیسا ہے؟ اس نے کہا فَاِنِّیْ اَرٰی اُمِّیْ فِیْ حُسْنِ الْمَاٰبِ میں اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں تو شیخ فرماتے ہیں فَعَرَفْتُ صِحَّةَ الْحَدِیْثِ بِصِحَّةِ كَشْفِهٖ وَصِحَّةَ كَشْفِهٖ بِصِحَّةِ الْحَدِیْثِ (مرقاۃ المفاتیح، ج:۳،ص:۹۸) یعنی میں نے اس حدیث کی صحت کو اس کے کشف سے جان لیا اور اس کے کشف کی صحت کو اس حدیث سے جان لیا۔

لا الٰہ الا اللہ کی نفی و اثبات سے بندہ اللہ تک پہنچتا ہے، یہ لا الٰہ الا اللہ عرشِ اعظم تک جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ملتی ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَيْسَ لَهَا حِجَابٌ دُوْنَ اللّٰهِ

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الدعوات، باب ثواب التسبیح والتحمید، ص:۲۰۲)

اللہ اور لا الٰہ الا اللہ میں کوئی پردہ نہیں۔ تو اس تصور سے آپ لا الٰہ الا اللہ پڑھیں اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک سو مرتبہ جو پڑھ لے گا قیامت کے دن اس کا چہرہ چاند کی طرح روشن ہوگا۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مقدار مقرر کردی اس میں کسی شیخ کی طرف سے اجازت کی ضرورت نہیں۔ سو مرتبہ کتنا آسان ہے۔ اور آٹھ دس دفعہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کے بعد درمیان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی پڑھتے رہیں۔ ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ لا الٰہ الا اللہ سے چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح اُجالا ہوگا چاہے ہم زنا کریں، شراب پئیں، نماز نہ پڑھیں، روزہ نہ رکھیں۔ میں نے کہا سنو! جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح اجالا کردیں گے تو اللہ تعالیٰ جب فیصلہ کرلے گا کہ اس بندے کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہمیں اجالا اور روشن کرنا ہے تو اُجالا کرنے والے اعمال کی توفیق نہ دے گا؟ اور منہ کالا کرنے والے اعمال سے حفاظت نہ فرمائے گا؟ بس وہ شخص عش عش کر اٹھا۔ ارے ایک من علم کے لیے دس من عقل چاہیے اور اِس عقل کے لئے اللہ والوں کی صحبت چاہیے، اللہ والوں کی صحبت سے تفقہ اور فہم کی سلامتی ملتی ہے۔ خوب سمجھ لو کہ حدیث پاک میں جو بشارت ہے، تو جب اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی بشارت کے مطابق سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والے کے لیے فیصلہ کردے گا اور اپنے نبی کی بشارت کو اس کے حق میں قبول فرمائے گا کہ مجھے اس کے منہ کو قیامت کے دن روشن کرنا ہے، جیسے چودہ تاریخ کا چاند، تو اللہ تعالیٰ دنیا میں اس کو منہ اجالا کرنے والے اعمال کی توفیق بھی دے گا اور منہ کالا کرنے والے اعمال سے حفاظت بھی فرمائے گا کیونکہ جیسے دنیا میں جب ڈپٹی کمشنری مل جاتی ہے تو پھر حکومت چپراسی، بنگلے، کار سب کچھ دے دیتی ہے، اِذَا ثَبَتَ الشَّیْءُ ثَبَتَ بِلَوَازِمِہٖ تو لوازم کمشنری میں اس کو

ہر چیز مل جاتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی ولایت کے لیے اور دوستی کے لیے قبول فرمائے گا تو ہمیں اعمالِ ولایت، اخلاقِ ولایت، جذبات ولایت سب کچھ عطا فرما دے گا۔ اس لیے کہتا ہوں کہ خدا ہم سب کی اصلاح کا ارادہ فرما لے اور ارادۂ عطاءِ ولایت کی ہم پر نوازش فرما دے کیونکہ آپ کے ارادہ کو مراد تک پہنچنے میں نہ تو تاخیر ہے اور نہ تخلّف۔

(۳) درود شریف کی ایک تسبیح

تو دو ذکر بتا دیئے اور تیسرا ذکر ہے کہ ایک تسبیح درود شریف کی پڑھ لیا کریں۔ دیکھو دوستو! میں یہاں جو بیان کر رہا ہوں سارے عالم کے بیانات سے یہاں کچھ اور کرم ہے، معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روح متوجہ ہے۔ درود شریف کے لیے شیخ نے فرمایا جو میں نے دنیا میں کہیں نہیں سنا، فرمایا جب درود شریف پڑھا کرو تو یہ سوچا کرو کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مبارک پر حاضر ہوں اور جب ہم کہتے ہیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو ہمہ وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو بے شمار رحمتیں نازل ہوتی ہیں ہم پر اس کی چھینٹیں پڑ رہی ہیں۔ مراقبہ کرو، سمجھو کہ روضۂ مبارک پر حاضری ہے، سبز گنبد سامنے ہے اور ہم کہہ رہے ہیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ تو یہ سمجھ لو کہ اللہ اپنی شایانِ شان رحمت کی بارش اپنے رسول پر برسا رہے ہیں اور اس کی چھینٹیں ہم پر بھی پڑ رہی ہیں اور میرے شیخ ایک چیز اور فرماتے تھے کہ درود شریف کی عبادت کا کوئی مثل نہیں ہے کیونکہ اس میں اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کے نام منہ سے نکلتے ہیں، دو دو لڈو ہیں، جب اَللّٰھُمَّ کہا تو منہ سے اللہ نکلا اور جب صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نکلا، تو فرمایا کہ جب بندہ درود شریف پڑھتا ہے تو دو نام نکلتے ہیں اللہ کا بھی اور رسول کا بھی، تو بندہ میانِ دو کریم ہو جاتا ہے، درود شریف پڑھنے والا دو کریم کے درمیان ہو جاتا ہے اور پھر شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یہ شعر پڑھتے تھے۔

یارب تو کریمی ورسولِ تو کریم
صد شکر کہ ماایم میانِ دو کریم

آپ کریم ہیں، آپ کا نبی کریم ہے، سینکڑوں شکر ہے کہ ہم دو کریم کے درمیان ہیں اور جس کی کشتی دو کریموں کے درمیان میں ہوگئی وہ ڈوبے گی نہیں، اللہ بھی کریم اور اس کا نبی بھی کریم۔ تو فرماتے تھے کہ اللہ ورسول کے نام میں ایسا مزہ ہے جیسے دو دو لڈو۔

دل کو تھاما ان کا دامن تھام کے
ہاتھ میرے دونوں نکلے کام کے

ایک اہم مشورہ

تو ذکر کی تین تسبیحات بتادیں۔ اگر یہ تینوں تسبیحات روزانہ ہوجائیں تو بہت اچھا ہے، لیکن ایک خاص معیار بتاتا ہوں کہ جب دماغ گرم ہوجائے فوراً ذکر ملتوی کردو، مشین کے تار مت جلاؤ، ہمارا دماغ امانت ہے، یہ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہمارا دماغ اللہ کی امانت ہے، اگر اس کو تیل نہ لگایا اور ذکر کرتے کرتے دماغ خشک ہوگیا تو قیامت کے دن اس سے مواخذہ ہوگا کہ میری مشین کیوں خراب کی؟ اس میں تیل کیوں نہیں ڈالا؟ اس لئے تحمل سے زیادہ ذکر نہ کرو اور دماغ پر تیل بھی لگاؤ۔

مسنون نوافل کی فضیلت

اب ایک بات اور عرض کرتا ہوں کہ دو رکعت اشراق پڑھ لو، مفت میں حج وعمرے کا ثواب پالو اور عصر سے پہلے کبھی کبھی چار سنت پڑھ لیا کرو کیونکہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں اے خدا! اس شخص پر رحمت نازل فرما جو عصر کے

چار فرض سے پہلے چار سنت پڑھ لیتا ہے۔تو پیروں کی دعا کی ہمیں بہت قدر ہوتی ہے اور وہ نبی جس کی غلامی سے پیر بنتے ہیں اُس نبی کی دعاءِ رحمت چار سنت پڑھ کر حاصل کریں اور خدا تعالیٰ سے یوں کہیں کہ آپ کے نبی ﷺ نے جو بشارت دی ہے کہ اے خدا! رحم فرما اس بندے پر جو چار فرض عصر سے پہلے چار سنت پڑھتا ہے تو ہمیں وہ رحمت عطا فرما، ایسی رحمت دے دیجئے کہ ہمارا دنیا و آخرت کا سب کام بن جائے، بگڑے ہوئے سارے کام درست ہو جائیں ۔ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں۔

رَحِمَ اللّٰہُ اِمْرَأً صَلّٰی قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ قبل العصر)

بتایئے! آپ کو مال مل رہا ہے یا نہیں؟ بھئی! اللہ توفیق دے تو اشراق اور عصر سے پہلے چار سنتیں کبھی کبھی تو اس نسبت سے پڑھ لو کہ نبی پاک کی دعا مل جائے، اللہ کی رحمت مل جائے۔ دعا بھی کرو کہ نبیٔ رحمت ﷺ کے اس وعدے کے مطابق اللہ ہمیں اپنی رحمت عطا فرمائیں، ایسی رحمت کہ ہماری دنیا و آخرت سب بنا دے۔اب مغرب کے بعد اوّابین کا مسئلہ ہے۔بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ فرض کے بعد دو سنتیں بھی پڑھو، پھر چھ رکعات اوّابین پڑھو۔ غور سے سنئے! تین فرض مغرب کے بعد دو سنت اور دو نفل ساری امت پڑھتی ہے کہ نہیں؟ تحقیق یہ ہے کہ صرف دو رکعت اور پڑھ لو تو اوّابین کی پوری چھ رکعات ہو جائیں گی، دو سنتِ مؤکدہ اور دو نفل کے بعد دو رکعت اور پڑھنے سے اوّابین کی چھ رکعات ہو جائیں گی۔ دو سنت موکدہ اور دو نفل بھی اوّابین میں شامل ہو جائیں گے۔تو جہاں میں نے یہ بیان کیا سو فیصد لوگ اوّابین پڑھنے لگے۔ تین فرض، دو سنت، دو نفل تو ہم پڑھتے ہی ہیں ارے دو نفل اور پڑھ لیں تو کیا مر جائیں گے، بلکہ اور جی جائیں گے۔

نمازِ تہجد کا آسان طریقہ

اب رہ گیا تہجد کا مسئلہ۔ بس اس کے بعد تقریر ختم ہورہی ہے۔ میں آپ لوگوں سے ایک بات عرض کرتا ہوں۔ سب کے لیے تہجد کا مسئلہ بہت مشکل ہے، صحت کمزور ہورہی ہے، آدھی رات کو اُٹھ کر تہجد کے نوافل پڑھنا مشکل ہورہا ہے۔ میں آپ کو آسان تہجد کا مسئلہ بتاتا ہوں کہ فرض عشاء کے بعد دو سنت پڑھ کر آپ دو رکعت نفل تہجد کی نیت سے پڑھیں اور بعد میں وتر پڑھیں، حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن آپ تہجد گذاروں میں اُٹھائے جائیں گے۔ اس سے زیادہ سستا مال اور کیا ہوگا۔ لوٹ لو! لوٹ لو! مال سستا ہے، حدیث پاک کا مستند قیمتی مال ہے جو آج آپ کو بِلا قیمت دے رہا ہوں۔ آج آخری دن ہے۔ کل میں جارہا ہوں لہٰذا یہ مسئلہ بتا کر بڑا قیمتی مال آپ کو سستا دے رہا ہوں۔ دنیا کے تاجروں کا مال تو پڑا رہتا ہے کوئی خریدتا نہیں لیکن ہمارا مال پڑا نہیں رہتا، اس کے خریدار اللہ کے عاشقین ہر وقت ہیں، روئے زمین پر جب اللہ کے عاشق نہیں رہیں گے تو قیامت آجائے گی۔ یہ دنیا کا نظام انہی کے دم سے ہے ؎

یارب ترے عشاق سے ہو میری ملاقات
قائم ہیں جن کے فیض سے یہ ارض وسماوات

دیکھئے! تہجد پڑھنے کا آسان طریقہ بتا دیا کیونکہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جو تہجد نہیں پڑھے گا کبھی کامل نہیں ہوسکتا لَیْسَ مِنَ الْکَامِلِیْنَ مَنْ لَّا یَقُوْمُ اللَّیْلَ تو میں نے قیامِ لیل کو کتنا آسان کر دیا۔ اور علامہ شامی ابن عابدین لکھتے ہیں اِنَّ سُنَّۃَ التَّہَجُّدِ تَحْصُلُ بِالتَّنَفُّلِ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ قَبْلَ النَّوْمِ عبارت دیکھو، یعنی دو رکعت بھی پڑھو لیکن اگر چار چھ رکعات پڑھو تو ہم منع نہیں کرتے۔ میں تو دو رکعت بتا کر اتنا سستا کر رہا ہوں تاکہ آپ کے نفس کو ہمت

ہوجائے ورنہ اگر آپ چار پڑھ لیں تو منع نہیں ہے، لیکن کم از کم دو پڑھ لیں اور دو رکعت تہجد میں دو نیت اور کرلیں صلوٰۃ توبہ اور صلوٰۃ حاجت، یہ تحقیق سے بات کر رہا ہوں کہ دو رکعت نفل میں صلوٰۃ توبہ اور صلوٰۃ حاجت کو بھی شامل کر سکتے ہو، تو دو رکعت میں صلوٰۃ توبہ، حاجت اور تہجد تینوں کی نیت کرلیں اور چار پڑھ لیں تو سبحان اللہ! بعد میں اللہ سے عرض کردیں کہ یا اللہ! دن بھر کے جو گناہ ہیں معاف کردیجئے، جیسے ڈرائی کلینرون ڈے سروس سے روز کا روز کپڑا صاف کرتے ہیں آپ بھی روز کے روز گناہوں سے اپنے قلب وروح کو پاک کرلیں اور اللہ سے عرض کر دیجئے کہ یا اللہ دن بھر کے گناہ معاف کر دیجئے، جب سے میں بالغ ہوا ہوں میری تمام حرام لذتوں کو اپنی رحمت سے معاف کر دیجئے، آپ کی ناخوشی کی راہوں سے حرام خوشیوں کی درآمد ہماری حیا اور شرافتِ بندگی کے خلاف ہے، اس لیے آپ معاف کردیجئے، اشکِ ندامت سے بندگی کا تارہ آسمان پر چمک جائے گا۔

جو گرے ادھر زمیں پر مرے اشک کے ستارے
تو چمک اٹھا فلک پر مری بندگی کا تارا

آپ نے سنا یہ شعر۔ میرا یہ شعر مکہ مکرمہ میں کعبۃ اللہ کے سامنے ہوا۔ لیجئے آپ کو وہ نسخہ بھی دے دیا جس سے آپ کاملین میں شامل ہوجائیں گے، ورنہ اگر دو رکعت بھی نہیں پڑھیں گے اور آدھی رات کے بعد بھی نہیں پڑھیں گے تو کامل نہیں ہوسکتے، کامل ہونے کا کتنا آسان طریقہ بتادیا۔ اور حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ عشاء کے بعد جو نفل بھی پڑھے گا وہ تہجد میں شامل ہوجائے گا جیسا کہ شامی کی عبارت ابھی پڑھ کر سنائی لہٰذا ابھی جو اعمال بتادیئے، یہ کتنے آسان ہیں۔ اور صلوٰۃِ توبہ و حاجت بھی اسی میں ہے۔

اب اللہ سے دعا کرو کہ اے خدا! کھانے کو پینے کو آپ نے دنیا بہت دی، اب میں آپ سے آپ کو مانگتا ہوں۔ دعا کرلیں، کیسے دعا کریں گے؟

اے خدا! میری حاجت آپ کی ذات ہے، میں تو آپ سے آپ کو مانگتا ہوں بتائیے کیسی پیاری دعا ہے۔

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الٰہی میں تجھ سے طلب گار تیرا

کیوں کہ جب آپ مجھے مل جائیں گے تو۔

جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری
اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

اے خدا! ہم سب کو تقویٰ کی حیات نصیب فرما، آپ کو ناخوش کر کے ہم نے جتنی حرام خوشیاں اپنے نفس میں چوری سے درآمد کی ہوں آپ اپنی رحمت سے ہم سب کو معاف فرما دیں، حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس مسجد کے صدقے میں، اس محراب اور منبر کے صدقے میں اختر دعا کرتا ہے کہ جن کے آہ و نالے، آہ وفغاں کس درد بھرے دل سے شیخ دس دس پارے تلاوت کرتے تھے، اس کی برکت سے میرے شیخ کی آہ وفغاں و نالے اور ان کی تلاوت اور ان کا درد بھرے دل سے اللہ کہنا، انہوں نے جس ادا سے آپ کا نام پاک لیا اس کے صدقے میں اے خدا! ہم کو معاف فرما دے اور بلوغت سے لے کر اب تک کی ہماری تمام حرام خوشیوں کو درگذر فرما دے اور ہمیں ایسا ایمان، ایسا یقین عطا فرما دے کہ ہم زندگی کی ہر سانس کو آپ پر فدا کر دیں اور ایک سانس بھی آپ کو ناراض نہ کریں، آمین۔ دوستو! میں آپ سے آمین لینا چاہتا ہوں، آپ میری دعاؤں پر آمین کہیں، میں تو مسافر ہوں لیکن مجھے آپ کی آمین کی بھی ضرورت ہے، خدا ہمیں ایسا ایمان و یقین عطا فرما دے کہ جس سے ہم ہر لمحۂ حیات اور ہر سانس آپ کی رضا اور خوشیوں کے کاموں پر فدا کریں اور آپ کی ناخوشی کی راہوں سے ایک لمحہ ایک ذرہ بھی ہم حرام خوشی درآمد نہ کریں اور اگر ہمارا نفس

چوری کرے تو ہم معافی مانگ کے آپ سے استغفار و توبہ کریں، اے خدا! ہماری ہر سانس کو اپنی ذات پاک پر فدا فرما اور ایک سانس بھی اپنی ناراضگی میں ہم کو مشغول نہ ہونے دے، ایسے جینے سے موت بہتر ہے جو آپ کو ناراض کردے۔

بہت ہی نامبارک وہ شخص ہے بہت ہی منحوس وہ شخص ہے جو حق تعالیٰ کے قہر و عذاب کے اعمال میں مبتلا ہو۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اے خدا! جو فرمایا تھا کہ مومن کی وہ گھڑی بہت بری ہے جس وقت وہ کسی عورت کو دیکھتا ہے یا کوئی بدنظری کرتا ہے یا گناہوں میں گذارتا ہے۔ اس لیے اختر مانگتا ہے، اختر مسافر ہے، آپ مسافر کی دعا کو قبول فرماتے ہیں، رد نہیں فرماتے، اس لیے سو فیصد جتنے حاضرین ہیں اور جو غائبین ہیں ہمارے بال بچے، رشتہ دار اور تمام احباب، اللہ ہم سب کو اپنے اولیاء کی حیات نصیب فرمادے اور تقویٰ کی حیات نصیب فرمادے، اولیاء صدیقین کا ایمان ویقین عطا فرمادے، جس طرح سے شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ و مرشد حضرت تھانویؒ سے فرمایا تھا کہ دنیا کی زمین مجھے آخرت کی زمین معلوم ہوتی ہے۔ اے اللہ! ان کی غلامی کے صدقے میں ہمارا ایمان بھی ایسا فرمادے، ہم سب کو ایسا ایمان عطا فرمادے کہ ہمیں بھی دنیا کی زمین آخرت کی زمین معلوم ہو اور جو ذکر بتایا گیا ہے اس پر عمل کی توفیق عطا فرمادے۔ بس اللہ والی حیات نصیب ہو جائے، غفلت کے کینسر سے سب کو شفا دے دے اور جو ہم نہیں مانگ سکے وہ بھی عطا فرمادے۔ ایک جامع دعا جس سے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تیئیس ۲۳ برس کی دعائیں مل جاتی ہیں اے خدا وہ ہمارے حق میں بھی قبول فرمالے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْۤ اَسْأَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب عقد التسبیح بالید)

اے خدا! تئیس۲۳ برس نبوت کے زمانے میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو بھلائیاں مانگیں سب بھلائیاں عطا فرمادے اور جن برائیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پناہ مانگی سب برائیوں سے پناہ نصیب فرمادے۔ میرے لیے، میرے بچوں کے لیے، میرے دوستوں کے لئے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر خصوصی رحمت نازل فرما اور عالمِ برزخ میں ان کو بہت اعلیٰ سے اعلیٰ مقام اور دن رات ان کو وہاں بھی ترقی عطا فرما اور میرے شیخ کی اولاد پر، میرے شیخ کے گھر والوں پر، میرے شیخ کے شہر والوں پر بھی رحمت نازل فرما، اختر کا ذرّہ ذرّہ میرے شیخ کے احسانات سے گھرا ہوا ہے میں کبھی بھی اپنے شیخ کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا اور نہ حق ادا کرسکتا ہوں۔ اس لیے میں روزانہ یہ دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ! میرے شیخ کو بھی اور میرے شیخ کی اولاد کو بھی، اور ان کے اہل وعیال کو بھی، اختر کو اور اس کی اولاد کو اور اہل وعیال کو بھی سب کو صاحبِ نسبت کردے، سب کو ولی اللہ بنادے اور جتنے حاضرین ہیں اور جتنے غائبین ہیں ان سب کو اپنے جذب سے ولی اللہ بنادے۔ اگر ہم اپنی نالائقی سے آپ کے نہ بننا چاہیں تو بھی اپنے کرم سے ہمیں جذب فرما کر اپنا بنالے کیونکہ کریم کی تعریف یہ ہے کہ جو نالائقوں پر بھی فضل کردے، اگر ہم آپ کے نہیں بننا چاہتے تو یہ ہماری نالائقی ہے لیکن آپ نالائقوں پر مہربانی کرنے والے ہیں، کریم کی تعریف ہے اَلَّذِیْ یَتَفَضَّلُ عَلَیْنَا بِدُوْنِ الْاِسْتِحْقَاقِ وَالْمِنَّۃِ اللہ ہم سب کو اپنے فضل سے اپنا بنالے اور اپنے جذب سے اپنا بنالے، ہمارے سلوک کو اپنے جذب سے طے فرمادے اور ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ جب مانگتے مانگتے تھک جاؤ وقت نہ ہو تو یہ بھی کہہ دو یااللہ! بے مانگے سب کچھ عطا فرما۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

رحمت کا تری سر پہ مرے آبشار ہو

سجدہ میں سر ہو چشم بھی یوں اشکبار ہو
رحمت کا تری سر پہ مرے آبشار ہو

ہر اک گناہ سے مجھے یارب فرار ہو
یک لمحہ عاصیوں میں نہ میرا شمار ہو

اپنے کرم سے بھیک مجھے مغفرت کی دے
بندہ ترا محشر میں نہ یہ شرمسار ہو

گنہگاروں کی مت تحقیر کر اے زاھدِ ناداں
کہ ان کی آہ وزاری پر فلک بھی روتا رہتا ہے

عاصی جو کرے نالہ و فریاد خُدا سے
ممکن نہیں دوچار ہو محشر میں سزا سے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مطبوعات

اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ